

بال بھارتی

چوتھی جماعت



بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض - بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہو گا کہ وہ ...

- (الف) آئین پر کاربندر ہے اور اس کے نصب اعین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔
- (ب) ان اعلیٰ نصب اعین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔
- (ج) بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مٹھم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفظ کرے۔
- (د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔
- (ه) مذہبی، لسانی اور علاقائی و طبقائی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام انسان کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیک پہنچتی ہو۔
- (و) ملک کی ملی جلی ثناافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے۔
- (ز) تدریتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تینیں محبت و شفقت کا جذبہ رکھے۔
- (ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی و اصلاحی شعور کو فروغ دے۔
- (ط) قومی جاندار کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔
- (ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشش رہے تاکہ قوم متواتر ترقی و کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔
- (ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے موقع فراہم کرے۔

محکمہ تعلیمات سے منظور شدہ تخت نمبر
پر-ش-س/۱۵-۲۰۱۳/۶۴۵۶/منظوری-ڈی-۵۰۵/۲۸۸۰/۲۲ اپریل ۲۰۱۳ء



اپنے اسارٹ فون میں انسال کردہ Diksha App کے ذریعے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سیمی و بصری ذراں دستیاب ہوں گے۔

اردو بال بھارتی چوتھی جماعت

میرانام:



مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشوڈن منڈل، پونه



پہلا ایڈیشن : ۲۰۱۴ء
(2014)
نواں ایڈیشن : ۲۰۲۲ء
(2022)

⑤ مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمی وابھیاس کرم سنتھو دھن منڈل، پونہ-۳
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمی وابھیاس کرم سنتھو دھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈاکٹر،
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمی وابھیاس کرم سنتھو دھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

<ul style="list-style-type: none"> • ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط (صدر) • سلیم شہزاد (رکن) • محمد حسن فاروقی (رکن) • سرفراز آرزو (رکن) • بیگم ریحانہ احمد (رکن) • خان نوید الحق انعام الحق (رکن سکریٹری) 	مجلسِ ادارت
<ul style="list-style-type: none"> • احمد اقبال • ڈاکٹر قمر شریف • مشتاق رضا • فاروق سید 	مجلسِ مشاورت
<ul style="list-style-type: none"> • بیشیر احمد انصاری • سلام بن رزاں • پروفیسر عائشہ شخ 	مدعوین
Co-ordinator :	Khan Navedul Haque Inamul Haque Special Officer for Urdu, Balbharati
Production :	Shri Sachchitanand Aphale, Chief Production Officer Shri Sachin Mehta, Production Officer Shri Nitin Wani, Assistant Production Officer
D.T.P. & Layout :	Yusra Graphics, Shop No. 5, Anamay Building, 305, Somwar Peth, Pune - 411 011
Artist :	Shri Rajendra Girdhari Shri Kasbekar Pritam Kumar
Cover :	Shri Suhas Jagtap
Paper :	70 GSM Creamwove
Print Order :	N/PB/2022-23/2,500
Printer :	M/S. S GRAPHIX (INDIA) PVT. LTD., MUMBAI
Publisher :	Shri Vivek Uttam Gosavi Controller, M.S. Bureau of Textbook Production, Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متناس و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
النصاف، سماجی، معاشری اور سیاسی؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛
مساوات بے اعتبار حیثیت اور موقع،
اور ان سب میں
اُنخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سامیکشیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھپیں نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں،
 وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گپت

جن گن من - ادھ نایک جیہے ہے
بھارت - بھالیہ ودھاتا۔

پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا
در اوڑ، انکل، بنگ،

وندھیہ، ہماچل، یمنا، گنگا،
اُنجھل جل دھرنگ،

تو شہنامے جاگے، تو شہ آشیں مانگے،
گاہے تو جیہے گا تھا،

جن گن منگل ڈائیک جیہے ہے،
بھارت - بھالیہ ودھاتا۔

جیہے ہے، جیہے ہے، جیہے ہے،
جیہے جیہے جیہے، جیہے ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بھینیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم و گناہوں ورثے پر
فخر محسوس کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا اور ہر ایک
سے خوش اخلاقی کا برداشت کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا
ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

”بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون ۲۰۰۹ء، اور ”درسیات کا قومی خاکہ ۲۰۰۵ء“ کو منظر رکھ کر ریاست مہاراشٹر میں ”پرائمری تعلیم کا نصاب ۲۰۱۲ء“ تیار کیا گیا۔ ادارہ بال بھارتی نے تعلیمی سال ۲۰۱۳-۱۴ء سے حکومت مہاراشٹر کے منظور کردہ اس نصاب پر مبنی پہلی سے آٹھویں جماعت کی اردو زبان انگلی کی درسی کتابوں کا نیا سلسلہ بتدریج شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے کی چوتھی جماعت کی درسی کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہو رہی ہے۔

چوتھی جماعت ابتدائی تعلیم کا چوتھا مرحلہ ہے۔ بچے غیر رسمی طور پر اپنے گھر اور اطراف کے ماحول میں سُنی ہوئی باتیں سمجھ لیتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ اسکوں میں داخلہ لینے کے بعد بچوں کے زبان سیکھنے کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوتا ہے۔ اس جماعت کے بچے زبان سیکھنے کے تین مرحلوں سے گزر کر چوتھی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔

ابتدائی جماعتوں کے بچے کم سن ہوتے ہیں۔ ان میں دیکھنے، سنبھالنے اور بولنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور اکتساب میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس درسی کتاب کو زیادہ دلچسپ اور مسرت بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے متنِ کتاب میں ایسی نظمیں شامل ہیں جنھیں بچے آسانی سے اجتماعی اور انفرادی طور پر گنگنا اور گاسکین۔ طلبہ کو فطری طور پر تصویروں سے دلچسپی ہوتی ہے لہذا اس کتاب کو تصویروں سے مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصویریں حتی الامکان ایسی دی گئی ہیں جو متن کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ کتاب کا مواد روزمرہ زندگی سے مربوط ہے اس لیے یقیناً یہ اسباق طلبہ میں مطالعے کا ذوق و شوق پیدا کریں گے۔

ہر سبق کے آخر میں مشقیں بھی دی گئی ہیں جن میں زبان انگلی کی افہام و تفہیم میں تنوع کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ان مشقتوں میں مواد پر مبنی نیز دیگر تفہیمی سوالات کے ساتھ ساتھ طلبہ کی زبان انگلی کی مہارتوں کی نشوونما کے نقطہ نظر سے خود آموزی کی مختلف سرگرمیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ مشقی سوالات حل کرنے میں اساتذہ اور سرپرست بھی دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے۔

زیرنظر درسی کتاب میں ماحولیات سے متعلق اسباق بھی شامل ہیں۔ درس و تدریس کے دوران اساتذہ اس امر کو لمحوڑ رکھیں کہ جماعت میں جو کچھ سکھایا جائے، وہ اسکو سے باہر کی دنیا اور روزمرہ زندگی کے معاملات سے لازمی طور پر مربوط ہو۔

کتاب کو حتی الامکان معیاری اور بے عیب بنانے کے لیے اس کا مسودہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں کے منتخب اساتذہ، ماہرین تعلیم اور ماہرین زبان کی خدمت میں تبصرہ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ ان کے پیش کردہ مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترمیم کر کے اسے قطعی شکل دی گئی ہے۔

اس موقع پر ادارہ اردو لسانی کمیٹی کے ان تمام اراکین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو اس کتاب کی ترتیب و تدوین سے متعلق سرگرمیوں میں خلوص و تندی سے مصروف رہے اور کتاب کی تیاری کے ہر پہلو سے دلی طور پر والستہ رہے۔ ادارہ خصوصی طور پر مدعوین صاحبان کا شکرگزار ہے جن کے گراں قدر تعاون کے بغیر اس کتاب کا مسودہ تکمیل نہ پاتا۔ اسی طرح ان تمام ماہرین تعلیم، اساتذہ، مصور، مجلس ادارت اور مجلس عاملہ کا بھی یہ دل سے شکرگزار ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب پائی تکمیل کو پہنچی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور سرپرست اس کتاب کا خیر مقدم کریں گے۔



(چند منی بورکر)

ڈاکٹر کمر

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پتک نرمی و
ابھیاس کرم سنہودھن منڈل، پونے-۲

پونہ۔

تاریخ: ۱۴ مئی ۲۰۱۳ء

۱۴۳۴ھ ارجمند جب المرجب

آموزشی ماحصل-چوتھی جماعت

آموزشی ماحصل	درس تجویز کردہ تعلیمی عمل
سے ہوئی کہانی کو غور سے سنتا ہے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور سوالات پوچھتا ہے۔ کہے ہوئے، سے ہوئے، پڑھے ہوئے متن/ مواد کا نفس مضمون، واقعات، کردار، عنوان وغیرہ کے بارے میں بات چیت کرتا ہے۔ سوال پوچھتا ہے۔ دلیلوں کے ساتھ اپنی رائے دیتا ہے۔ کہانی، نظم یا دیگر اصناف سے متعلق بات کرتے وقت اس میں خود کے خیالات کو شامل کرتا ہے۔ پڑھنے سے متعلق (جیسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گوشہ کتب/ لاجبری سے اپنی پسند کی کتاب کا خود انتخاب کرتا ہے۔ خود کی بات پیش کرتے وقت زباندانی کی مختلف خصوصیات کا بڑی احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ مختلف قسم کے مواد (مثلاً اخبارات کی سرخیاں، بچوں کا ادب وغیرہ) میں شائع شدہ ماحول اور سماج سے متعلق اور دیگر حصی معاملات کو سمجھتے ہوئے ان پر بحث کرتا ہے، تجزیہ کرتا ہے اور اپنی رائے پیش کرتا ہے۔ پڑھے ہوئے مواد اور روزمرہ کے تجربات میں ربط قائم کر کے اس سے پیدا ہونے والی شکایت، احساسات اور خیالات کو زبانی/ تحریری صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ درست کتاب کے علاوہ دیگر مواد (ادب اطفال، اخبارات کی سرخیاں، ہدایت یورڈ/ اشتہارات وغیرہ) کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ مختلف قسم کے متن/ مواد میں شامل نئے الفاظ کے معنی متن کے حوالے سے سمجھ کر اس کا استعمال (زبانی/ تحریری صورت میں) کرتا ہے۔ پڑھے ہوئے مواد میں اصل موضوع، حداثہ، تصویر، خط، عنوان سے متعلق بحث کرتا ہے۔ سوالات پوچھتا ہے۔ اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اپنی بات کو ثابت کرتا ہے۔ جماعت کے لحاظ سے دیگر مضمون، پیشوں، فون وغیرہ (جیسے ماحول کا مطالعہ، موسیقی) میں مستعمل الفاظ کی تعریف کرتا ہے۔ زباندانی کی باریکیوں جیسے الفاظ کی بناؤٹ، ضمیر، صفت، جنس، واحد جمع وغیرہ سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے مناسب طریقے سے لکھتا ہے۔ کسی عنوان پر لکھتے وقت الفاظ کی بناؤٹ اور تحریری اصولوں کو مد نظر رکھتا ہے اور مناسب الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ مختلف مقاصد اور موقع (مثلاً نوٹ یورڈ/ کچھ جانے والی ہدایت، مقابلے کا اعلان، اقوالی زین وغیرہ) کے لحاظ سے پڑھتا اور لکھتا ہے۔ خود کی خواہش سے یا معلم/ معلمہ کی طے کردہ سرگرمیوں میں تحریر کے عمل کو بہتر طور پر سمجھ کر اپنی تحریر کی جانچ کرتا ہے اور اس میں تبدیلیاں لاتا ہے۔ مختلف ادبی اصناف میں آئے ہوئے نئے الفاظ کے معنی سمجھ کر انھیں اپنی تحریر میں استعمال کرتا ہے۔ اپنی تحریر میں علامات اوقاف جیسے وقف، ختم، سوالیہ نشان کا مناسب استعمال کرتا ہے۔ اپنے تصویر سے کہانی، نظم، وضاحت وغیرہ لکھتے وقت تخلیقیت کے ساتھ زبان استعمال کرتا ہے۔	<p>طالب علم 04.04.01 04.04.02 04.04.03 04.04.04 04.04.05 04.04.06 04.04.07 04.04.08 04.04.09 04.04.10 04.04.11 04.04.12 04.04.13 04.04.14 04.04.15 04.04.16 04.04.17</p> <p>تمام طلبہ کو (خصوصیات کے متعلق بچوں کے ساتھ) انفرادی یا اجتماعی طور پر عمل کرنے کے لیے درج دیں امور کی ترغیب دی جائے: <ul style="list-style-type: none"> مختلف مہماں، اخلاقی اور ما فوق الفطرت کردار کی کہانیاں سننے کے موقع فراہم کرنا۔ مختلف عنوانات، حالات، واقعات، تجربات، قصے، نظمیں وغیرہ خود کے طریقے کے مطابق اور اپنی زبان میں بولنا / سوالات پوچھنا اور اسی طرح اس میں اضافہ کرنا۔ گوشہ مطالعہ / لاجبری میں بچوں کی سطح کے لحاظ سے مختلف سطحیوں پر بچوں کی زبان اور دیگر نصابی زبان میں تقریبی مواد مثلاً بچوں کا ادب، بچوں کے رسائل، سمعی و بصری وسائل فراہم کرنا۔ مختلف قصے، نظمیں، یورڈ وغیرہ پڑھ کر سمجھنا، سمجھانا۔ اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا، بحث کرنا، سوالات پوچھنا۔ مختلف مقاصد کو ذہن میں رکھ کر تدریس کے مختلف مرحلے کو جماعت میں مناسب مقام دینا جیسے کسی واقعے یا کردار سے متعلق اپنی رائے، خیال، منطق پیش کرنا، تجزیہ کرنا وغیرہ۔ قصے، نظمیں وغیرہ پڑھنے، سننے، دیکھنے، پڑھی ہوئی کہانیوں کو اپنی زبان میں سنانا اور لکھنا۔ (زبانی اور اشاراتی نوعیت کے لحاظ سے) ضرورت کے لحاظ سے اور حوالے کے مطابق اپنی زبان کو سمجھنے کے لیے نئے الفاظ/ جملے وغیرہ کا استعمال کرنا۔ ضرورت کے لحاظ سے اور حوالے کے مطابق اپنی زبان کو سمجھنے کے لیے نئے الفاظ/ جملے وغیرہ کا استعمال کرنا۔ اپنے طریقے/ تخلیل کے لحاظ سے خود کی کہانی کو پیش کرنے کی (زبانی، تحریری اور اشاراتی نوعیت سے) انہیں آزادی دینا۔ اپنے اطراف میں رونما ہونے والے حالات / واقعات (جیسے میرے گھر کی چھت سے سورج کیوں نہیں نظر آتا؟ سامنے درخت پر پیشی ہوئی چیزیاں کہاں چلی گئی؟) اس طرح کے سوالات پوچھنا۔ ہم کتاب ساتھیوں کے ساتھ بحث کرنا۔ درست کتاب کے مواد میں موجود زبان کی باریکی اور نوعیت کو سمجھنا اور اس کا استعمال کرنا۔ دیگر مضمون، پیشوں، فون وغیرہ (مثلاً ریاضی، سائنس، سماجی علوم، رش وغیرہ) میں شامل الفاظ کو سمجھنا اور ان کو موقع محل/ حوالے کے اعتبار سے استعمال کرنا۔ درست کتاب اور اس سے متعلق دیگر مواد میں اپنے قدرتی، سماجی اور دیگر حساس نکات کو سمجھ کر اس پر بحث کرنا۔ </p>

فہرست

زبانی اور عملی کام کے لیے مواد					*
۱	تلک چند محروم	(نظم)	برسات		*
۲	ادارہ		علم کا شوق		*
۳	حسن عابدی	(نظم)	فطرت کا سبق		*
۴	ادارہ		کتنے پیالے پانی		*
۵	قاضی محمد شفیل	(نظم)	حمد	-۱	
۷	ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط		حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	-۲	
۱۱	ماخوذ	(نظم)	مال باب	-۳	
۱۳	ڈاکٹر ڈاکٹر حسین		پوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی	-۴	
۱۷	منظور ہاشمی	(نظم)	پھول اور بچے	-۵	
۱۹	مائل خیر آبادی		بہت خوب!	-۶	
۲۳	مولوی اسماعیل میرٹھی	(نظم)	پانی کی حقیقت	-۷	
۲۶	سلیمان شہزاد		شفع الدین بیر	-۸	
۲۹	معروف احمد چشتی		پھولوں کا تختہ	-۹	
۳۲	الاطاف حسین حاتی	(نظم)	ایک چھوٹی بچی	-۱۰	
۳۶	ماخوذ		پرندوں کی دنیا	-۱۱	
۴۰	ماخوذ		ماتھیران کی سیر	-۱۲	

صفحہ نمبر		(نظم)	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد	نمبر شمار *
۲۳	ضمیر درویش		قلم اور کتاب	*
۲۵	ادارہ		بانت کر کھانے کا مزہ	*
۲۶	ماخوذ	(گیت)	ماجھی	*
۲۷	ادارہ		پہلے کام پھر آرام	*
۲۸	ماخوذ	(نظم)	ایک گھوڑا اور اس کا سایہ	۔۱۳
۵۰	ادارہ		حکیمِ اجمل خان	۔۱۴
۵۳	ماخوذ	(نظم)	ذر آسمان کا سماں دیکھیے	۔۱۵
۵۵	حامد اللہ افسر	(ڈراما)	دیگھی میں سر	۔۱۶
۶۰	ظفر گور کھپوری	(نظم)	ہمارے پڑوئی	۔۱۷
۶۲	سلام بن رضا		تیز گام	۔۱۸
۶۶	برج نرائیں چکبست	(نظم)	دل سے پیارا وطن	۔۱۹
۶۸	شب نعم قادری		صبر کا پھل	۔۲۰
۷۲	ادارہ		خط	۔۲۱
۷۵	علامہ اقبال	(نظم)	ہمدردی	۔۲۲
۷۷	ماخوذ		سچائی کا انعام	۔۲۳
۸۱	مشتاق رضا		بے چارہ جن	۔۲۴
۸۶	ادارہ		سچن تینڈولکر	۔۲۵

برسات *

ہدایت: اُستاد پہلے نظم کو ترجمہ یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سینیں۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسرا مرتبہ اُستاد اور طلبہ ساتھ مل کر حرکات و سکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

آگئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
چھا گئی کالی گھٹا برسات کی
دل کے دل بادل امنڈ کر آگئے
اوہ سارے آسمان پر چھا گئے
اے لو، وہ گرجے، وہ آئیں بوندیاں
دپد کے قابل ہے یہ سارا سماءں
لو، وہ چھینٹے زور سے آنے لگے
پانی، پرانے بھی برسانے لگے
شہر کی گلیوں میں وہ بچوں کا شور
اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جب گرتے ہیں یہ
گپت ساؤن کے سناتا ہے کوئی
ناہ کاغذ کی بناتا ہے کوئی

(تموک چند محروم)



علم کا شوق

ہدایت: بہتر ہوگا کہ استاد اس کہانی کو یاد کر لے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاو، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھے۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج سے کوئی ڈھائی ہزار برس پہلے یونان میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے، اس کا نام افلاطون تھا۔ اس کے سیکٹروں شاگرد تھے۔ ایک دن شہر کے سب سے بڑے رئیس نے افلاطون سے درخواست کی کہ وہ اس کے بیٹے کو پڑھا دیا کرے۔ افلاطون راضی ہو گیا۔ رئیس کی ہدایت کے مطابق پڑھائی کے دوران کمرہ بند رکھا جاتا تھا۔ اس وقت کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ رئیس کے بیٹے کا ایک غلام تھا جو اسی کا ہم عمر تھا۔ اسے پڑھنے کا شوق تھا مگر وہ پڑھنے میں سکلتا تھا کیوں کہ اس زمانے میں غلاموں کو پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جب رئیس کا بیٹا کمرے کے اندر پڑھ رہا ہوتا تو غلام لڑکا باہر دروازے کے پاس بیٹھا رہتا۔ اسے افلاطون کی باتیں بڑی اچھی لگتی تھیں۔ وہ بند دروازے سے کان لگا کر افلاطون کی باتیں نہایت شوق اور لگن سے سنا کرتا تھا۔ رئیس زادے کو پڑھتے ہوئے جب ایک سال پورا ہو گیا تو امتحان لینے کے لیے اس زمانے کے قاعدے کے مطابق عالموں کی ایک مجلس بلائی گئی۔ افلاطون کے کئی شاگرد بھی وہاں موجود تھے۔ رئیس زادے کو ایک اونچے منبر پر بٹھایا گیا۔ پھر اسے ایک عنوان پر تقریر کرنے کے لیے کہا گیا۔

ایک تو رئیس زادے نے امتحان کی تیاری ٹھیک سے نہیں کی تھی، دوسرے اس پر محکم کا رعب کچھ ایسا طاری ہوا کہ وہ ایک لفظ بھی بول نہ سکا۔ وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے منبر سے نیچے اتر آیا۔ افلاطون کو بڑی پیشیمانی ہوئی۔ اس نے اپنے دوسرے شاگردوں کو آواز دی، ”تم میں سے کوئی اس عنوان پر بولنے کے لیے تیار ہے؟“ مگر کوئی تیار نہیں ہوا۔ اسی وقت دروازے سے لگ کر بیٹھے ہوئے غلام اڑکے نے نہایت ادب سے کہا، ”حضور! اگر اجازت ہو تو میں اس موضوع پر کچھ بولنے کی کوشش کروں۔“

اک معینی غلام کی سہ مات سن کرس کو بڑی حیرت ہوئی۔ افلاطون نے اسے بولنے کی اجازت دے دی۔



(241)

لڑکے نے اس عنوان پر ایسی عمدہ تقریر کی کہ لوگ عش عش کراؤ ٹھے۔
اس واقعے سے خوش ہو کر رئیس نے اس لڑکے کو آزاد کر دیا۔ افلاطون
نے اسے ایناشا گرد بنا لیا۔ ہم معمولی غلام لڑکا بڑا ہو کر ایک مشہور عالم بننا۔

فطرت کا سبق *

یہ سورج	چاند	ستارے	یہ چکراتے سیارے
یہ میلوں	میل	سمندر	اک دنیا اس کے اندر
یہ آتے	بادل	جاتے	ہر سو کھیتوں میں جل تھل
یہ چاندی	جیسا	پانی	سبزے کی رنگت دھانی
یہ تازہ	خنک	ہوائیں	خوشیوں کا سندیسا لائیں
یہ ڈھلتی	دھوپ	کی لالی	شام شگوفوں والی

بچو ! تم بھی تو آؤ	فطرت کو دوست بناؤ	اس سے جوانی سیکھو	دریا سے روانی سیکھو	سبزے سے لہکنا سیکھو	جنو سے دمکنا سیکھو	چڑیوں سے گانا سیکھو	الفت کا قرپنہ سیکھو
		پھولوں سے مہکنا سیکھو		تاروں سے چکنا سیکھو	بلبل سے ترانہ سیکھو	دنیا میں جپنا سیکھو	

(حسن عابدی)



کتنے پیالے پانی

اکبر بادشاہ کے دربار میں کئی وزیر تھے۔ ان میں ایک بیربل بھی تھے جو بہت عقل مند تھے۔ ان کی عقل مندی کے کئی قصے مشہور ہیں۔ بادشاہ انھیں آزمائے کے لیے اکثر عجیب عجیب سوال کرتے۔ بیربل بڑے حاضر جواب تھے۔ وہ ہر سوال کا ایسا جواب دیتے کہ سب واہ واہ کرنے لگتے۔

ایک دن بادشاہ اپنے باغ میں حوض کے کنارے بیٹھے تھے۔ حوض میں رنگ برلنگی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ بادشاہ کو بڑا مزہ آرہا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ ان کے بہت سے وزیر بھی مچھلیوں کے تیرنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔

اچانک بادشاہ کو مذاق سوچتا۔ انھوں نے وزریوں سے کہا، ”اگر کوئی یہ بتا دے کہ اس حوض میں کتنے پیالے پانی ہے تو اسے ہم ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دیں گے۔“

وزیر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیا جواب دیں؟ اتنے بڑے حوض کے پانی کو کس پیالے سے ناپا جائے؟ ایسا پیالہ کہاں ملے گا؟

بادشاہ نے وزریوں پر نظر ڈالی۔ سب نظریں جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ایک طرف بیربل بھی کھڑے نظر آئے۔ بادشاہ مسکرائے۔ انھوں نے بیربل کو چھیڑتے ہوئے کہا، ”کیوں بیربل! تم تو بہت عقل مند ہو۔ اتنے معمولی سوال کا جواب نہیں دے سکتے؟“

بیربل نے کہا، ”حضور! یہ سوال آپ نے سب سے پوچھا ہے۔ پہلے اور لوگ اس کا جواب دیں۔ بندہ سب سے آخر میں جواب دے گا۔“

ایک وزیر نے کہا، ”بیربل! ہم سب کی طرف سے آپ ہی اس سوال کا جواب دیجیے۔“

بیربل نے سب کی اجازت پا کر بادشاہ سے کہا، ”حضور! پہلے یہ بتائیے، پانی ناپنے کا پیالہ کتنا بڑا ہوگا؟“

بادشاہ نے کہا، ”آپ جتنا بڑا پیالہ لینا چاہیں، لے لیجیے۔“

بیربل نے جواب دیا، ”پھر جواب سینے حضور! اگر پیالہ آدھے حوض کے برابر ہوگا تو حوض میں دو پیالے پانی ہے۔ اگر چوتھائی ہوگا تو چار پیالے، اگر پیالہ حوض کا ہزارواں حصہ ہوگا تو ہزار پیالے پانی ہوگا۔ آپ چاہیں تو پیالہ منگوا کر پانی ناپ سکتے ہیں۔“

بیربل کا جواب سن کر بادشاہ لا جواب ہو گئے اور ان کو ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔

(ادارہ)



حمد

۱

یہ چمن میں صبا کی روانی
سبز پودوں کی یہ نوجوانی
سرخ پھولوں کی یہ شادمانی
بلبلوں کی یہ شپرپ بیانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

خوبصورت یہ سورج کا چہرا
اس پر رنگین کرنوں کا سہرا
تاج اک اس کے سر پر سُنہرا
اس کی عالم پر ہے حمرانی

سب خدا ہی کی ہے مہربانی
کالی کالی گھٹاؤں کی یورش
آسمان سے زمینوں پر بارش
باغ پر تازگی کی تراویش

اس میں انسان کی باغبانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

پھول، پودے، چمن، کھیت، میدان
چھپل، چشمے، پھاڑ اور حیوال
ہر طرف سارے فطرت کے سامان
آگ، مٹی، ہوا اور پانی

سب خدا ہی کی ہے مہربانی

(قاضی محمد شکیل)

صبا	-	صحیح کی ہوا
شادمانی	-	خوشی
شیریں بیانی	-	میٹھی باتیں کرنا
چہرا	-	صحیح املا چہرہ (چونکہ یہ لفظ نظم میں سہرا، سنہرا کے ساتھ آیا ہے اس لیے چہرا لکھا گیا ہے)
حکمرانی	-	حکومت
یورش	-	حملہ
ترواں	-	چھڑکاؤ
انسان کی باغبانی	-	بارش ہوتی ہے تو انسان زمین پر طرح طرح کی چیزیں اگاتا ہے۔
چشمہ	-	زمین سے پانی کا بہہ لکننا
حیوال	-	جانور

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- سائز پودوں کی نوجوانی سے کیا مراد ہے؟ -۱

سورج کے چہرے پر کیا ہے؟ -۲

باغ پرتا زگی کی تراویش کون کرتا ہے؟ -۳

شاعر نے کمن چیزوں کو فطرت کے سامان -۴

جوڑیاں لگائے:

ب	الف
بیوِش	صبا کی
تر اوش	پھولوں کی
شادمانی	بلبلوں کی
شیر میں بیانی	گھٹاؤں کی
روانی	تازگی کی

غور کر کے بتائیئے: آگ، مٹی، ہوا اور یا نی سے ہمیں کیا فائدے ہیں؟



حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا



حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ ان کا اصلی نام زینبؓ تھا۔ وہ عرب کے ایک مشہور قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا قبیلہ بھی عرب میں بڑا ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ عرب کا مشہور شہر خیران کا وطن تھا۔ اس شہر کے قلعے کے قریب مسلمانوں اور خیر والوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور دشمنوں کے کئی لوگ گرفتار ہوئے۔ حضرت صفیہؓ بھی ان جنگی قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھیں حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؐ نے انھیں آزاد کر دیا۔ حضرت محمدؐ کے اس سلوک سے وہ بہت مناثر ہوئیں۔ حضرت محمدؐ نے انھیں یہ اختیار بھی دیا کہ چاہیں تو وہ اپنے قبیلے میں واپس چلی جائیں یا آپؐ کے نکاح میں آجائیں۔ حضرت صفیہؓ نے حضورؐ کی بیوی بننا پسند کیا اور رسولؐ اکرمؐ نے ان سے نکاح کر لیا۔

رحم دلی اور سخاوت حضرت صفیہؓ کی اہم خوبیاں تھیں۔ جب وہ حضورؐ کے ساتھ مدینہ تشریف لائیں تو پیارے رسولؐ کی چیختی بیٹی حضرت فاطمہؓ ان سے ملنے آئیں۔ ان کے ساتھ شہر کی بہت سی عورتیں تھیں۔ حضرت صفیہؓ نے اس وقت اپنے سونے کے جھنکے اُتار کر حضرت فاطمہؓ کو دے دیے۔ انھوں نے ساتھ آئی ہوئی عورتوں کو بھی کوئی نہ کوئی زیور تھنے میں دیا۔

حضرت صفیہؓ بہت باہمیت اور نہایت عقل مند خاتون تھیں۔ وہ صبر اور برداشت جیسی خوبیوں کی مالک تھیں۔ دوسروں کے قصور معاف کرنے میں وہ ذاتی نقصان کی کبھی پرواہیں کرتی تھیں۔ ایک بار ان کی خادمہ نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی تھی۔ حضرت صفیہؓ نے جب سچائی بیان کی تو حضرت عمرؓ ان کی باتوں سے مطمئن ہو گئے۔ اس واقعے سے حضرت صفیہؓ کو اپنی خادمہ پر غصہ آنا چاہیے تھا لیکن انھوں نے اسے نہ صرف معاف کیا بلکہ آزاد بھی کر دیا۔ حضرت صفیہؓ کو حضرت محمدؐ سے بڑی محبت تھی۔ ایک بار کسی بات پر آپؐ حضرت صفیہؓ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت عائشہؓ کو ثالث بنانے کا آپؐ سے طلب کر دیا اور پھر آخر دم تک آپؐ کو ناراض نہ ہونے دیا۔ آنحضرتؓ کی بیماری کی حالت میں حضرت صفیہؓ نے نہایت دُکھ بھرے انداز میں کہا، ”یا رسول اللہ! کاش آپؐ کی بیماری مجھے ہو جاتی۔“ حضورؐ نے یہ سن کر اپنے گھر کے افراد سے فرمایا، ”واللہ! وہ سچی ہیں۔ ان کی باتوں میں دکھاوا اور بناؤ۔ نہیں ہے۔“

مصیبت میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے وقت حضرت صفیہؓ اپنی جان اور مال کی پرواہیں کرتی تھیں۔

ایک بار حضرت عثمانؓ کے گھر کو دشمنوں نے گھیر کر ان کا کھانا پانی بند کر دیا تھا۔ حضرت صفیہؓ اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کی مدد کو پہنچیں لیکن دشمنوں نے انھیں مکان میں داخل ہونے نہ دیا۔ مجبوراً وہ گھر لوٹ آئیں اور حضرت حسنؓ کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچانے کا انتظام کیا۔

حضرت صفیہؓ کھانا بہت اچھا پکاتی تھیں۔ وہ اکثر اپنے ہاتھ سے پکایا ہوا کھانا رسولؐ کے رشتہ داروں کے بیہاں بھیجا کرتیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، ”میں نے ان سے اچھا کھانا پکانے والی دوسری عورت نہیں دیکھی۔“ حضرت صفیہؓ اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ بھی بہت اچھے سلوک سے پیش آتی تھیں۔

حضرت صفیہؓ نے انتقال سے پہلے اپنا مکان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا اور اپنے پاس کے ایک لاکھ درہم اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کی تھی۔ مسلمانوں نے حضرت عائشہؓ کے کہنے پر ان کی اس وصیت پر عمل کیا۔ حضرت صفیہؓ نے سن ۵۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ انھیں بقیع نامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

(ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط)



ممتاز	-	اعلیٰ مرتبے والا
قبیلہ	-	گروہ
متاثر ہونا	-	اثر قبول کرنا
خاتون	-	عورت
ثالث	-	صلح کرنے والا
واللہ	-	اللہ کی قسم
ذاتی نقصان	-	اپنا نقصان
وقف کر دینا	-	لوگوں کی بھلانی کے لیے کوئی چیز ہمیشہ کے لیے دے دینا
درہم	-	عرب کا ایک سکہ
وصیت	-	انتقال سے قبل دی جانے والی ہدایت
وفات پانا	-	انتقال ہونا، مرننا



ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ حضرت صفیہؓ کا اصلی نام کیا تھا؟
- ۲۔ پیارے رسولؐ کی چیزیں بیٹی کا نام کیا تھا؟
- ۳۔ دشمنوں نے کس کے گھر کو گھیر لیا تھا؟
- ۴۔ حضرت صفیہؓ نے کس کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچایا؟
- ۵۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے تعلق سے کیا کہا؟
- ۶۔ حضرت صفیہؓ نے کب وفات پائی؟
- ۷۔ حضرت صفیہؓ کو کہاں دفن کیا گیا؟

مختصر جواب لکھیے :

- ۱۔ حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی ملاقات کا واقعہ بیان کیجیے۔
- ۲۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے مکان اور ایک لاکھ درہم کا کیا کیا؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

- ۱۔ حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ کی تھیں۔
- ۲۔ شہر..... ان کا وطن تھا۔
- ۳۔ رسولؐ اکرمؐ نے ان سے کر لیا۔
- ۴۔ حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت کو ثالث بنا کر آپؐ سے صلح کروالی۔

سبق سے ایسے پانچ جملے جلاش کر کے لکھیے جن سے حضرت صفیہؓ کی پانچ خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔

سرگرمی :

استاد سے معلوم کر کے حضورؐ کی بیٹیوں کے نام لکھیے۔

ء - عیسوی سنہ : وہ سنہ جو حضرت عیسیٰ کی یاد میں شروع ہوا۔ لفظ عیسوی کے لیے مختصر علامت 'ء' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۱۷۵ء

ھ - ہجری سنہ : وہ سنہ جو حضرت محمدؐ کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے شروع ہوا۔ لفظ ہجری کے لیے مختصر علامت 'ھ' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۵۰ھ

اجزائے کلام:

ہم جو بات کرتے یا لکھتے ہیں، اسے کلام کہا جاتا ہے۔ کلام میں ہم بہت سی چیزوں، کاموں اور خاصیتوں وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کلام سے کوئی مکمل بات سمجھ میں آتی ہو، اسے 'جملہ' کہا جاتا ہے۔ جملے میں آنے والی چیز، کام اور ان کی خاصیت بتانے والے لفظوں کو 'اجزائے کلام' کہتے ہیں۔ ان کی چند قسمیں ہیں مثلاً اسم، ضمیر، صفت، فعل اور متعلق فعل، وغیرہ۔

اسم: کسی شخص، چیز، یا جگہ وغیرہ کے نام کو 'اسم' کہتے ہیں
مثلاً آدمی، عورت، خاتون، خادمہ، پیغمبر، وغیرہ 'شخص' ہیں۔

جھمکے، زیور، کھانا، پانی، درہم، وغیرہ 'چیز' ہیں۔

عرب، خیبر، وطن، دکان، گھر، وغیرہ 'جگہ' ہیں۔

● یہ پڑیے گئے خانوں میں تین تین اسم لکھیے :

جگہ	چیز	شخص



ماں باپ



ماں باپ اس جہاں میں سب سے بڑی ہیں دولت
چچ پوچھیے تو دونوں ، اللہ کی ہیں رحمت
ماں باپ کی محبت ملتی ہے کب جہاں میں
ہم کو انھوں نے پالا تو ہم بڑے ہوئے ہیں
ہم کو دیا سہارا تو ہم کھڑے ہوئے ہیں
اللہ ! ایسی شفقت ملتی ہے کب جہاں میں
چلنا ہمیں سکھایا ، کھانا ہمیں سکھایا
جو ہم نہ جانتے تھے ، اچھا بُرا بتایا
ایسی ہمیں ہدایت ملتی ہے کب جہاں میں
جو کچھ بھی ہم نے پایا ، وہ سب انھیں سے پایا
اچھا ہمیں کھلایا ، اچھا ہمیں پنھایا
دی جو انھوں نے راحت ملتی ہے کب جہاں میں



علم و هنر، سلیقه، سب کچھ ہمیں سکھایا
مرضی پر رب کی چنان، کس پیار سے بتایا

کرتے ہیں یہ جو اُلفت ملتی ہے کب جہاں میں

(مختصر)



شفقت - مہربانی، محبت

ہدایت دینا - صحیح راستہ بتانا، سکھانا

راحت - خوشی، آرام

الفہرست - محبت



مش

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ سب سے بڑی دولت کسے کہا گیا ہے؟

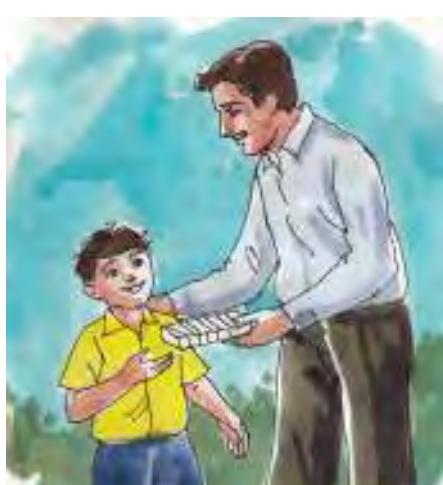
۲۔ ماں باپ سے ہمیں کون سی راحت ملتی ہے؟

۳۔ ہمیں کس نے پالا ہے؟

۴۔ ماں باپ نے ہمیں کس کی مرضی پر چلنا سکھا پا؟

ماں ہاں ہمیں کہا کہا سکھاتے ہیں؟ دو تین جملوں میں جواب لکھئے۔

اشعار مکمل کیجئے:



- ۱۔ ہم کو انھوں نے تو ہم بڑے ہوئے ہیں

۲۔ اللہ! ایسی ملتی ہے کب جہاں میں

۳۔ کرتے ہیں یہ جو ملتی ہے کب جہاں میں

سُرگرمی:

اپنے والدین کے بارے میں چند جملے لکھیے۔



پوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی

۳

کسی گاؤں میں ایک کسان اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ کسان کا نام تھا منسا اور اُس کی بیوی کا گڑیا۔ منسا کے پاس روپیہ پیسہ اچھا خاصاً تھا مگر گھر میں کام کرنے والے آدمی کم تھے۔ اسے ہمیشہ دوسروں سے مزدوری پر کام لینا پڑتا تھا۔

بیساکھ کا مہینہ تھا۔ منسا کے کھیتوں میں گیہوں کی فصل خوب ہوئی تھی اور کھیت بھی کٹ چکے تھے۔ اب بالیوں سے دانے نکالنے باقی تھے۔ سب کسان اپنے اپنے کام میں لگے تھے۔ منسا نے بتیرا چاہا کہ کوئی مزدور ملے مگر نہ ملا۔ اُدھر آسمان پر دو ایک دن سے بادل آنے لگے تھے اور ڈر رہا کہ کہیں پانی پڑ گیا تو سب دانے خراب ہو جائیں گے۔ ایک دن منسا مشکل سے پانچ آدمیوں کو پھسلا کر لایا۔ گھر میں آ کر بیوی سے کہا کہ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں۔ دو پھر کو انھیں پوریاں کھلانا۔

کوئی گیارہ بجے بیوی نے چوٹھے پر کڑھائی چڑھائی۔ کڑھائی میں تیل ڈالا۔ بیلن سے بیل بیل کر کڑھائی میں پوریاں ڈالنی شروع کیں۔ کچھ پوریاں پک گئیں تو باور چی خانے میں کسان کا بیٹا بددھو جانے کہاں سے آگیا۔ ناک سے برابر سُرٹ سُرٹ کرتا جاتا تھا۔ ماں نے ہاتھ کپڑ کر کھینچا اور ناک پونچھی۔ کڑھائی میں جو پوری پڑی تھی، وہ اتنی دیر میں جلنے لگی۔ اُسے برا لگا کہ بددھو کی ماں نے اس کا ذرا خیال نہ کیا۔ پوری جھٹ کڑھائی میں سے کوڈ کر بھاگ



کھڑی ہوئی کہ تم بدھوکی ناک پونچھو، میں تو جاتی ہوں۔

بدھوکی ماں نے بہت چاہا کہ اُسے پکڑے مگر وہ کہاں ہاتھ آتی۔ گھر سے نکل کر کھیت کی طرف بھاگی۔ راستے میں منسا اور اُس کے دوستوں کے پاس سے گزری۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اچھی پکی پکائی پوری یوں پاس سے بھاگی جا رہی ہے تو کام چھوڑ کر اُس کے پیچے ہو لیے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آئی۔ کھیت سے نکل کر پوری کو ایک خرگوش ملا۔ خرگوش نے بڑی تیزی سے اُس کا پیچھا کیا۔ بی پوری ایک بھٹ میں گھس گئی۔ اندر ایک لومڑی بیٹھی تھی۔ پوری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھاگی، ”بی لومڑی! میں تمہارے بس کی نہیں۔“

لومڑی نے کہا، ”مٹھہر تو... تیری شخن کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔“ وہ پیچے لپکی مگر پوری تھی بڑی چالاک۔ اُس نے جھٹ ایک کسان کے مکان کا رُخ کیا۔ کسان کے مکان کے قریب ایک بھوکی کتیا اور اُس کے پانچ بچے ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ اس پوری کو چٹ کر لیں۔ پوری نے کہا، ”اجی بی لپ لپ، میں تمہارے بس کی بھی نہیں۔“

کتیا بڑی ہوشیار تھی۔ آگے منہ بڑھا کر کہنے لگی، ”بی پوری! کیا کہتی ہو۔ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔“ پوری قریب آئی اور کہنے لگی ”اجی بی لپ لپ...“ اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ کتیا نے منہ مارا ”ہپ“ اور آدھی پوری اُس کے منہ میں آگئی۔ آدھی پوری جو بچی تھی وہ تیزی سے بھاگی اور آگے جا کر نہ معلوم کس طرح زمین کے اندر گھس گئی۔ کتیا اور اُس کے بچوں نے ساری عمر اُس آدھی پوری کو ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی۔



ابھی تک سارے کتے اسی آدھی پوری کی تلاش میں ہر وقت زمین سو نگھتے پھرتے ہیں کہ کہیں سے اُس کا پتا چلے تو نکالیں۔ اُس نے ہماری دادی امماں کو دھوکا دیا تھا مگر اُس آدھی پوری کا کہیں پتا نہیں چلتا۔ (ڈاکٹر ڈاکر حسین)

- بہتیرا - بہت
 اچھا خاصا - بہت
 مکان کا رُخ کیا - مکان کی طرف گئی
 شخنی - گھمنڈ، غرور
 بس کی نہیں - قابو میں نہ آنے والی

مشن

✿ ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ کسان کا نام کیا تھا؟
- ۲۔ کسان کی بیوی کیا پکارہی تھی؟
- ۳۔ باورچی خانے میں کون آیا؟
- ۴۔ پوری گھر سے نکل کر کس طرف بھاگی؟
- ۵۔ بھٹ کے اندر کون بیٹھا تھا؟
- ۶۔ پوری کی تلاش میں کتنے کیا کرتے پھرتے ہیں؟

✿ مختصر جواب لکھیے :

- ۱۔ پوری کڑھائی سے کیوں نکل بھاگی؟
- ۲۔ پوری نے جب کسان کے مکان کا رُخ کیا تو وہاں کیا ہوا؟

✿ سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

- ۱۔ کسی گاؤں میں ایک اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔
- ۲۔ منسا کے کھیتوں میں کی فصل خوب ہوئی تھی۔
- ۳۔ کھیت سے نکل کر کو ایک خرگوش ملا۔
- ۴۔ انھوں نے بھی کیا کہ اس پوری کو چٹ کر لیں۔

✿ بتائیے ذیل کے جملے کس نے کہے :

- ۱۔ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں، دو پھر کو انھیں پوریاں کھلانا۔
- ۲۔ ”بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔“
- ۳۔ ”تیری شخنی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔“

۴۔ ”بی پوری! کیا کہتی ہو؟ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔“

سرگرمی:

پانچ جنگلی جانوروں کے نام لکھیے۔



اسم عام / اسم خاص:

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان نہیں ہوتی تو اسے **اسم عام** کہتے ہیں مثلاً شاعر، ادیب

کتاب، پسمی، کپڑا، اخبار

باغ، قصبه، گھر، اسکول، مسجد، جلسہ گاہ

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان ہوتی ہے تو اسے **اسم خاص** کہتے ہیں مثلاً شفیع الدین نیر، علامہ اقبال

کوہ نور، قرآن

تاج محل، دہلی، علی گڑھ

سبق میں ذیل کے جملے آئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے:

پوری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھائی ”بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔“

لومڑی نے کہا، ”مੜھر تو... تیری شخنی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔“

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ”اُلٹے پاؤں لوٹی/ بس کی نہیں/ مزہ چکھاتی ہوں، ہماری زبان کے محاورے ہیں۔ یہ دراصل ”اُلٹے پاؤں لوٹنا/ بس کا نہ ہونا/ مزہ چکھانا“ سے بنے ہیں۔ سبق میں ”بس کی نہیں،“ کے معنی ”قاپو میں نہ آنے والی“ دیے گئے ہیں۔ زبان میں ان کے علاوہ بھی بہت سے محاورے پائے جاتے ہیں۔

❖ اپنے استاد سے دوسرے محاورے اور ان کے معنی معلوم کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔



پھول اور بچے

۵



کھلے ہوئے ہیں باغ میں دیکھو ، رنگ رنگی پر پھول
لال گلابی ، اودے نیلے ، پیلے پیلے پھول

جیسا ان کا روپ سلونا ویسا ان کا دل
تن کے بھی ہیں اجلے اجلے ، من کے سچے پھول

رات کو شب نم آکر ان کا منہ دھو جاتی ہے
صح سویرے یوں ملتے ہیں بھگے بھگے پھول

دونوں ہی بھولے بھالے ہیں ، دونوں ہیں معصوم
نئے منے بچے ہوں یا رنگ برلنگے پھول

گھر آنکن بچوں سے ایسا روشن رہتا ہے
شاخوں پر جیسے کھلتے ہیں پیارے پیارے پھول

بچے خوش ہیں جھوڑا ڈال کے اپنے آنکن میں
شاخوں پر بھی جھوڑ رہے ہیں ہولے ہولے پھول

(منظور ہاشمی)

رُؤْب

صورت -

سلوٽ

۱۷۰

ہو لے ہو لے - آہستہ آہستہ

مشق

اک جملے میں جواب لکھیے:

- باغ میں کن رنگوں کے پھولِ کھلے ہیں؟ ۱۔
پھولِ بھیکے بھیکے کب دکھانی دیتے ہیں؟ ۲۔
بچے اور پھول کن باتوں میں یکساں ہیں؟ ۳۔
گھر آنکن کن سے روشن رہتا ہے؟ ۴۔
بچوں کو جھولتا دیکھ کر شاعر کیا محسوس کر رہا تھا۔ ۵۔

نظم کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

- ۱۔ تُن کے بھی ہیں اُجلے اُجلے کے پچھوؤں
 ۲۔ دونوں ہی بھولے بھالے ہیں ہیں معصوم
 ۳۔ شاخوں پر بھی رہے ہیں ہولے ہولے پھوؤں

جن مصروعوں میں ایک ہی لفظ دوبار استعمال ہوا ہے وہ مصر ع لکھیے:

-

.....

.....

.....

سمر گری:

- ۱۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور جماعت میں ایک ساتھ گائیے۔

۲۔ مختلف پھولوں کی تصویریں جمع کر کے اپنی بیاض میں چسپاں کیجیے۔





بہت خوب!

۶

ایک بادشاہ تھا۔ اُس نے اپنے مُصاحب کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر میں کسی کی بات سن کر ”بہت خوب“ کہوں تو اُسے ایک ہزار روپیوں کی تھیلی انعام میں دینا۔

ایک دفعہ بادشاہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار کو جا رہا تھا۔ راستے میں اُس نے ایک بوڑھے باغبان کو دیکھا جو اپنی زمین میں پودے لگا رہا تھا۔ اُسے پودے لگاتا دیکھ کر بادشاہ نے ایک مُصاحب سے کہا، ”دیکھو تو.... یہ باغبان کتنا بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اب بھی اُسے کمانے کی فکر ہے۔ یہ پودے برسوں میں درخت بنیں گے، تب ان پر پھل آئیں گے۔ کیا وہ ان کے پھل کھانے تک زندہ رہے گا؟“



بادشاہ کی بات سن کر مُصاحبوں نے کہا، ”حضور بالکل ٹھیک فرماتے ہیں۔“
بادشاہ نے حکم دیا، ”اس باغبان کو ہماری خدمت میں حاضر کرو۔ اُس سے پوچھتے ہیں کہ ایسی بے کار محنت کیوں کر رہا ہے؟“

بادشاہ کے حکم سے باغبان کو اُس کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا، ”بڑے میاں! تم ہماری عمر

کیا ہے؟“

”حضر! میری عمر چورا سی سال ہے۔“

”تمھارا کیا اندازہ ہے، کتنے دن اور جیو گے؟“

”حضرور! کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ موت کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو چار سال اور زندہ رہوں گا۔“

”اور تمہارے ان پودوں میں پھل کتنے دنوں میں آئیں گے؟“

”ان یوں میں دس سال کے بعد پھل آ سکیں گے۔“

”جب تم ان پودوں کے پھل نہیں کھا سکو گے تو پھر انھیں کیوں لگا رہے ہو؟“

”حضرور! اللہ کسی کی محنت بے کار نہیں کرتا۔“ باغبان نے باغ کے درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

”دیکھیے سرکار! میرے بزرگوں نے جو پودے لگائے تھے، ان کے پھل میں کھا رہا ہوں۔ اب جو پودے میں لگا رہا ہوں، ان کے پھل میرے بچے کھائیں گے۔“

”بہت خوب!“ بادشاہ نے بے ساختہ کہا۔

بادشاہ کی زبان سے ”بہت خوب“ نکلا تو اُس کے مُصاحب سمجھ گئے کہ بادشاہ کو با غبان کا جواب پسند آگیا ہے۔

مُصاہب نے فوراً ہزار روپیوں کی تھیلی بوڑھے باغبان کی طرف بڑھا دی اور بولا، ”بڑے میاں! حضور کی طرف

سے یہ تمھارا انعام ہے۔“



بُوڑھے باغبان نے ایک ہزار کی تھیلی لیتے ہوئے ادب سے جھک کر کہا، ”حضور! میرے لگائے ہوئے یہ پودے تو دس بارہ سال میں پھل دیں گے لیکن مجھے تو آج ہی ان کا پھل مل گیا۔“

”بہت خوب!“ بادشاہ کو باغبان کا یہ جواب بھی پسند آیا۔ مُصاحب نے اسے ایک اور تھیلی انعام میں دی۔ دوسرا تھیلی پا کر باغبان نے عرض کی، ”حضور! میرے یہ پودے تو سال میں ایک بار پھل دیں گے لیکن مجھے اسی وقت دوبار ان کا پھل مل گیا۔“

”بہت خوب، بہت خوب!“ بادشاہ کو یہ جواب اتنا اچھا لگا کہ دو بار اُس نے ”بہت خوب“ کہہ دیا۔ مُصاحب نے اس بار دو تھیلیاں اُسے تھما دیں۔ بُوڑھے نے سر جھکا کروہ تھیلیاں بھی لے لیں اور بولا، ”حضور! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ جس ملک کا بادشاہ رعایا پر مہربان ہوتا ہے تو اس کا پورا ملک خوش حال ہو جاتا ہے۔ میں نے یہ بات کانوں سے سنی تھی، آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔“

”بہت خوب، بہت خوب، بہت خوب!“

بادشاہ بُوڑھے کے اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ تین بار اُس کی زبان سے ”بہت خوب، نکل پڑا۔ اس نے باغبان سے کہا، ”بڑے میاں! اب تم جو مانگو گے، تمھیں ملے گا۔“

باغبان نے عرض کیا، ”حضور! ہم باغبانوں اور کسانوں کو سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجھے مانگا انعام دینا چاہتے ہیں تو سرکار، پانی کا معقول انتظام فرمادیں تاکہ باغبانوں اور کسانوں کو راحت ملے۔“

”تم ٹھیک کہتے ہو،“ بادشاہ نے کہا اور پورے ملک میں نہریں جاری کرنے کا حکم دے دیا۔ کچھ ہی دنوں میں پورے ملک میں نہروں کا جال سابچھ گیا۔ جگہ جگہ کنویں گھدوائے گئے۔ ملک دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔

(ماں خیر آبادی)



- | | | |
|-----------------------------|---|--------------------------|
| مُصاحب | - | بادشاہ کے ساتھ رہنے والا |
| بے ساختہ | - | فُراؤ |
| باغبان | - | بچلوں کی کاشت کرنے والا |
| دن دونی رات چوگنی ترقی کرنا | - | بہت ترقی کرنا |

ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ بادشاہ نے بوڑھے باغبان کو کیا کرتے ہوئے دیکھا؟
- ۲۔ پہلی بار انعام پا کر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
- ۳۔ دوسری بار انعام ملنے پر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
- ۴۔ بوڑھے نے بزرگوں سے کون سی بات سنی تھی؟
- ۵۔ باغبان نے یہ کیوں کہا کہ میں نے جو بات سنی تھی وہ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں؟
- ۶۔ بادشاہ نے کسانوں کے لیے پانی کا انتظام کس طرح کروایا؟



آئیے زبان سیکھیں!



مذکر - مؤنث :

(الف) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'ز' کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، انھیں **مذکر** کہتے ہیں مثلاً مور، گھوڑا، بندر، بیٹا، باپ، آدمی، وغيرہ۔

(ب) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'مادہ' کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، انھیں **مؤنث** کہتے ہیں مثلاً بیوی، گھوڑی، گائے، چڑیا، شیرنی، وغيرہ۔

(ج) بے جان چیزوں میں بھی مذکر اور مؤنث کا فرق پایا جاتا ہے۔

بے جان **مذکر** : گاؤں، گھر، گیہوں، بادل، آسمان، پانی، بھٹ، وغيرہ۔

بے جان **مؤنث** : پوری، کڑھائی، گڑیا، فصل، زمین، وغيرہ۔

جو بے جان چیزیں مذکرا استعمال ہوتی ہیں وہ مؤنث میں تبدیل نہیں ہوتیں مثلاً گھر مذکر ہے۔ اس کا کوئی مؤنث نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزوں میں مذکر اور مؤنث استعمال ہوتی ہیں، ان کا مذکر نہیں ہوتا مثلاً پوری مؤنث ہے۔ اس کا مذکر نہیں ہوتا۔

(د) کچھ اسм ایسے ہوتے ہیں جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً کوئا، لومڑی، انسان، وغيرہ۔

درج ذیل الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث الفاظ الگ کیجیے :

کرسی، چالکیٹ، جوتا، ندی، گھڑی، لحاف، کتاب، گلڈا



پانی کی حقیقت

۷

دکھاؤ کچھ طبیعت کی روانی
جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے پانی

یہ مل کر دو ہواں سے بنا ہے
گرہ ٹھل جائے تو فوراً ہوا ہے

نہیں کرتا کسی برتن سے کھٹ پٹ
ہر اک سانچے میں ڈھل جاتا ہے جھٹ پٹ

جو ہلاکا ہو ، اُسے سر پر اٹھائے
جو بھاری ہو ، اُسے غوطہ کھلائے

لگے گرمی تو اڑ جائے ہوا پر
پڑے سردی تو بن جاتا ہے پتھر



ہوا میں مل کے غائب ہو نظر سے
کبھی اوپر سے بادل بن کے بر سے

ای کے دم سے دنیا میں تری ہے
ای کی چاہ سے کھیتی ہری ہے

ای کو پی کے جپتے ہیں سب انساں
ای سے تازہ دم ہوتے ہیں حیوان

(مولوی اسماعیل میرٹھی)



روانی دکھانا

- تیزی دکھانا

دانا

- عقل مند

دو ہواوں سے بنائے ہے - سائنس کے مطابق پانی آسیجن اور ہائیڈروجن نامی دو گیوسوں سے مل کر بنائے ہے

گرہ کھل جانا - مراد الگ ہو جانا

کھٹ پٹ کرنا - جھگڑنا

ہوا ہونا - غائب ہونا

سانچے میں ڈھل جانا - کسی صورت میں آ جانا

غوطہ کھلانا - ڈبودینا

دم سے - وجہ سے

چاہ سے - چاہنے سے

تازہ دم - چست

مشق

اک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ پانی کتنی ہواوں سے مل کر بنائے ہے؟



- ۲۔ شاعر نے پتھر کسے کہا ہے؟
 ۳۔ کھیتی کس کے دم سے ہری ہے؟
 ۴۔ پانی نظر سے کب غائب ہو جاتا ہے؟

قوسین میں دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے : (بادل ، ہوا ، جھٹ پٹ)

- ۱۔ گرہ کھل جائے تو فوراً ہے
 ۲۔ ہر اک سانچے میں ڈھلن جاتا ہے
 ۳۔ کبھی اوپر سے بن کے برسے

اس لفظ سے ایک جیسی آواز والے لفظ چن کر لکھیے :

مثال: روانی - پانی ، تری - ہری

غور کر کے بتائیے :

اگر پانی نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟



صفت:

اسم کی خصوصیت بتانے والے لفظ کو **‘صفت’** کہتے ہیں مثلاً

تم مزے دار کہانیاں بھی سنتے اور پڑھتے ہو۔

یہ دعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔

ان کی والدہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھیں۔

ان جملوں میں کہانیاں، شاعر اور خاندان **‘اسم’** ہیں۔ ان کی خصوصیات الفاظ ”مزے دار، بڑے اور پڑھے لکھے“ سے

بتائی گئی ہیں۔ یہ الفاظ **‘صفت’** ہیں۔

صفت کی تین مثالیں ملاش کر کے لکھیے۔



شفع الدین نیر

۸

تم ہر روز اسکول میں یہ دعا پڑھتے ہو:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدا ، میری

یہ دعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔ ان کا نام ہے علامہ اقبال۔ علامہ اقبال نے بچوں کے لیے دوسری نظمیں بھی لکھی ہیں۔ بچوں کے لیے بہت سی نظمیں اور کہانیاں لکھنے والے ایک شاعر ہوئے ہیں جن کی ایک بہت پیاری نظم 'باغ کی سیر' تم نے بھی پڑھی ہے:

آؤ ، آؤ باغ میں جائیں
باغ میں جائیں ، دل بہلائیں

اس نظم کو لکھنے والے شاعر کا نام ہے شفع الدین نیر۔ ہم تھیں ان کی زندگی کے حالات سناتے ہیں۔



ان کا پورا نام محمد شفع الدین اور ان کے والد کا نام محمد حکیم الدین تھا۔ نیر ان کا تخلص ہے۔ تخلص اس مختصر نام کو کہتے ہیں جو شاعر خود اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتے ہیں۔ شفع الدین نیر علی گڑھ کے ایک قصبے آترولی میں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے بھیں کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی۔ وہ سات ہی برس کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کی والدہ ایک پڑھنے کے خاندان سے تھیں۔ انھوں نے تعلیم حاصل کرنے

کے لیے اپنے بیٹے کو ایک رشتہ دار کے ہاں علی گڑھ بھیج دیا۔ وہاں گھر کا ماحول بہت اچھا تھا۔ علی گڑھ میں رہ کر نیر صاحب میں تعلیم حاصل کرنے کی امنگ اور شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ کچھ دنوں بعد والدہ کی اجازت سے وہ پڑھنے کے لیے دہلی چلے گئے۔ وہ کہتے تھے کہ اس وقت میرے پاس صرف پانچ میسے اور ایک جوڑا کپڑا تھا۔ میں دہلی میں اپنے

خرج کے لیے کچھ مخت مزدوری کر لیتا اور کبھی بھی اخبار بھی پیچتا تھا۔

دہلی میں رہ کر نیر صاحب نے کتابت بھی سیکھی۔ ایک دن جامع مسجد کے امام صاحب نے ان سے پوچھا، ”کیا تم پڑھنا چاہتے ہو؟“ شفیع الدین کے تو من کی مراد پوری ہو گئی۔ امام صاحب نے انھیں دہلی کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروادیا۔ خوب مخت سے پڑھنے کی وجہ سے وہ اپنی جماعتوں میں پہلے درجے سے کامیاب ہوتے۔ ان کی فیض معاف ہو گئی اور انھیں اسکالر شپ بھی ملی۔ شفیع الدین نیر دہلی میں کئی جگہوں پر رہے۔ اپنے گزارے کے لیے وہ بچوں کو پڑھاتے تھے۔ انھیں جو رقم ملتی، اس میں سے وہ کچھ روپے اپنی والدہ کے خرچ کے لیے بھی سمجھتے تھے۔ سخت مخت اور تکلیف کی زندگی گزارتے ہوئے انھوں نے اردو اور فارسی کے امتحانات اول درجے سے کامیاب کیے۔ وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرس ہو گئے۔ ۲۵ برس کی عمر تک وہ اس اسکول میں پڑھاتے رہے۔ پھر انھیں وظیفہ مل گیا۔

شفیع الدین نیر ایسے شاعر تھے جنھوں نے صرف بچوں کے لیے نظمیں اور کہانیاں لکھیں۔ ان کی نظموں اور کہانیوں میں بھوت پریت اور جنوں پر یوں کی باتیں نہیں ہوتیں۔ انھوں نے جو کچھ لکھا، بچوں کی عادتوں کو سنوارنے اور انھیں نیک بنانے کے لیے لکھا۔ دس بارہ سال کی عمر کے بچے بڑے شوق سے ان کی نظمیں اور کہانیاں پڑھتے ہیں۔ نیر صاحب نے ایک بار کہا تھا، ”مجھے بچوں سے بہت محبت ہے۔ میں ان کی تعلیم اور تربیت کے لیے لکھتا ہوں۔ میری نظمیں پڑھ کر بچے بوڑھے سمجھی کہتے ہیں کہ میں بچوں کے لیے لکھتا رہوں۔“

نیر صاحب کے سینے میں بچے کا سادل تھا۔ وہ اتنے معصوم تھے کہ کبھی کبھی ان کی باتیں سن کر لوگ ہنس دیا کرتے تھے۔ وہ بچوں کی سی باتیں کرتے اور بچوں کی طرح ہر وقت خوش رہنا چاہتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو وہ جگہ جگہ اس کا ذکر کرتے۔ وہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ایک بار انھیں ایک جلسے کی صدارت کے لیے جانا تھا۔ وہ گھر سے وقت پر نکلے۔ راستے میں ایک صاحب مل گئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ با توں با توں میں دیر ہونے لگی اس لیے نیر صاحب وہاں سے جلسہ گاہ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ میزبان بے چینی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ نیر صاحب ٹھیک وقت پر جلسے میں پہنچ گئے تو میزبانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

شفیع الدین نیر نے بچوں کے لیے ستر سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان میں نظموں کی کتابیں بھی ہیں اور کہانیوں کی بھی۔ بچے آج بھی بڑے شوق سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی کتابیں پڑھتے اور مزہ لیتے ہیں۔ نیر صاحب کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مخت اور لگن سے علم حاصل کرے تو ایک اچھا اور کامیاب انسان بن سکتا ہے۔

بچوں سے پیار کرنے والے اس شاعر کا انتقال ۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء کو دہلی میں ہوا۔

(سلیمان شہزاد)

قصبہ	-	دیہات
کتابت	-	خوش خط لکھنا
وظیفہ	-	سرکاری نوکری ختم ہونے کے بعد ملنے والی ماہانہ رقم

مش

اک جملے میں جواب لکھیے :

- والد کے انتقال کے وقت نیز صاحب کی عمر کتنی تھی؟ ۱۔

اپنے گزارے کے لیے نیز صاحب کیا کرتے تھے؟ ۲۔

اگر کوئی نیز صاحب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو وہ کیا کرتے؟ ۳۔

نیز صاحب نے بچوں کے لیے کتنی کتابیں لکھیں؟ ۴۔

نیز صاحب کی زندگی کے حالات سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ ۵۔

نیز صاحب کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟ ۶۔

مختصر جواب لکھیے:

نیز صاحب کی وقت کی پابندی کا واقعہ بیان کیجئے۔

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے:

- ۱۔ ایک بہت پیاری نظم تم نے بھی پڑھی ہے۔

۲۔ نیقران کا ہے۔

۳۔ دہلی میں رہ کر نیقر صاحب نے بھی سیکھی۔

لکھیے کہ ذمل کے جملے صحیح ہیں یا غلط:

- نظمِ لب پہ آتی ہے دعا، نیز صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۔

نیز صاحب کا پورا نام محمد شفیق الدین تھا۔ ۲۔

امام صاحب نے انھیں علی گڑھ کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروادیا۔ ۳۔

وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرس ہو گئے۔ ۴۔

غور کر کے بتائیے: شفیع الدین میر کی کون سی خوبی آپ کو زیادہ پسند آئی؟

سرگرمی:

ایسے پانچ شاعروں کے نام لکھیے جن کی نظمیں آپ پڑھ چکے ہیں۔



پھولوں کا تخفہ

۹



شام کو اسکول سے گھر آتے ہی امجد نے بڑے لاد سے ماں کی گردن میں بانیہیں ڈال دیں اور بولا، ”میری اچھی امی! مجھے ایک چیز لے دیں گی؟“

”ضرور لے دیں گے مگر یہ کیا؟..... نہ سلام نہ دعا، بس آتے ہی...؟“ اس سے پہلے کہ امی کچھ اور کہتیں امجد نے فوراً کہا، ”اوہ، بھول ہو گئی۔ السلام علیکم پیاری امی!“

”وَعَلَيْکُمُ السَّلَامُ..... اب اسکول سے آتے ہی کس چیز کی مانگ؟“ امی نے کہا۔

”مجھے خوب سارے کھلو نے چاہئیں۔ گلوکے پاس چابی والی کار ہے۔ شانی نے بلی کے بلوٹے پال رکھے ہیں۔

کاشی کے پاس ایک چھوٹا سا خرگوش ہے۔ سب اپنی اپنی چیزوں سے کھلتے ہیں۔ میرے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں۔“

”ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلو نے لا دوں گی۔“

” وعدہ؟“ امجد نے اطمینان کرنا چاہا۔

”ہاں ہاں، پٹکا وعدہ۔ چلو، اب جلدی سے کپڑے بدلو اور ہاتھ منہ دھلو۔ میں تمھارے لیے ناشتا لاتی ہوں۔“

اگلے روز امجد کو اسکول بھیجتے ہوئے امی نے کہا، ”مجھے ایک ضروری کام سے تمھاری خالہ کے گھر جانا ہے۔ شام تک لوٹ آؤں گی۔ مجھے دیر ہو جائے تو کھانا کھایا اور ہاں..... دیکھو اسکول سے آ کر ادھر ادھر بھٹکنے مت جانا.....“

پھر امی چلی گئیں۔

شام کو جب امی لوٹیں تو ان کے ہاتھوں میں ایک گملہ تھا اور گملے میں موتیے کا پودا۔ انھوں نے امجد کو پکارا، ”امجد! دیکھو بیٹا، میں تمھارے لیے کیا لائی ہوں؟“

امجد اپنے کمرے سے دوڑتا ہوا باہر آیا۔

”دیکھو! یہ گملہ خالہ جان نے تمھارے لیے دیا ہے۔“ امی نے کہا۔

گملے پر نظر پڑتے ہی امجد کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اسے گملے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

”امی! میں اس کا کیا کروں..... کیا یہ میرے ساتھ کھیلے گا.... گندہ سا پودا۔“ امجد نے براسامنہ بنایا۔

”بیٹے! یہ موتیا ہے۔ جب اس پر پھول کھلیں گے اور سارے گھر میں خوبصورتی ہیں گی، تب دیکھنا۔“ امجد نے امی



سے کوئی بحث نہ کی۔ کھانا کھا کر چب چاپ سونے چلا گیا۔

ایک روز جب امجد صبح سویرے مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اسے سارا گھر مہکتا محسوس ہوا۔ وہ حیرت سے ناک
حیرت ہا حیرت ہا کر خوشبو سوئگھنے لگا۔

”امی! یہ کیسی خوبصورتی ہے؟“ پھر اس کی نظر کھڑکی میں رکھے ہوئے گملے پر پڑی جس میں ایک پودا تھا اور پودے پر چار پھول کھلے ہوئے تھے۔ وہ لپک کر گملے کے قریب گیا اور آنکھیں بند کر کے گھری گھری سانسیں لینے لگا۔ اُسے ایسا کرتے دیکھ کر امی نے مسکراتے ہوئے کہا، ”دیکھا، میں نہ کہتی تھی پھول کھلیں گے تو سارا گھر خوبصورت ہو جائے گا۔“ امجد نے آنکھیں کھوپیں۔ اب اُس کی آنکھوں سے گملے اور پودے کے لیے پیار جھلک رہا تھا۔ اُس نے ہولے سے پھولوں کو چھووا، اُسے ایک عجیب سما احساس ہوا، ایک پیار بھرا احساس! امی نے اسے ایک اور گملہ لادیا۔ اب وہ گملوں اور پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ وہ گملوں کو صاف کرتا۔ پودوں کو پانی دیتا، اُس نے گملوں کو سبز رنگ بھی دیا تھا۔ اُس کا زیادہ وقت گھر ہی پر گزرنے لگا۔

ایک روز اسکول میں ماسٹر صاحب نے اعلان کیا کہ کل کتابوں کی بجائے ایسی چیزیں لے کر اسکول آئیں جو وہ گھر پر مشغله کے طور پر جمع کرتے ہیں۔ چاہے وہ کھلونے ہوں، ڈاک ٹکٹ ہوں، اپنی بنائی ہوئی تصوپریں ہوں یا پرندوں کے پر ہوں۔ اعلان سن کر امجد بڑا پریشان ہوا۔ اس کے پاس تو ایسی چیزیں نہیں تھیں۔ گھر لوٹا تو وہ چُپ چُپ ہی تھا۔

امی نے یوچھا، ”کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لٹکر آ رہے ہو یا ماسٹر صاحب کی ڈانٹ سن کر آ رہے ہو؟“ بھلے تو

امجد چپ ہی رہا مگر جب امی نے بہت کریدا تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔
امی نے کہا، ”اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ تم یہ نئے والا گملائے جاؤ جس میں تین خوبصورت پھول کھلے ہیں۔ پرانے گملے کے پھولوں سے ایک گلدستہ بنالو۔ آؤ میں تمہاری مدد کرتی ہوں۔“

امجد نے امی کی مدد سے پھولوں اور گلیوں کا خوبصورت گلدستہ بنایا۔ درمیان میں سبز پتے ٹانک دیے۔ اس نے گملے کو اچھی طرح صاف کیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی چیز سب سے الگ اور انوکھی ہو گی، ایسی چیز کوئی نہیں لائے گا۔ اسکوں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ کوئی لڑکا بلی کا بچہ لا یا ہے۔ کسی نے طوطے کا پنجھرہ اٹھا رکھا ہے۔ کسی کے پاس مٹی کے کھلونے ہیں۔

ماستر صاحب جماعت میں آئے تو سب لڑکوں نے باری باری اپنی چیزیں بتائیں۔ امجد کی باری آئی تو اس نے



وہ گملہ اٹھا کر ماستر صاحب کی میز پر رکھ دیا۔ پھر گلدستہ لے کر اپنے استاد سے کہا، ”جناب! یہ دیکھیے۔ اسے میں نے اپنے گملے میں کھلنے والے پھولوں سے بنایا ہے۔“

یہ کہہ کر امجد نے بڑے احترام سے انھیں گلدستہ پیش کیا۔ تمام بچوں نے تالیاں بجائیں۔ ماستر صاحب نے امجد کی بڑی تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اگانا چاہیے۔ ہم ایسا کریں گے تو ہمارا ماحول خوش گوار رہے گا۔

امجد نے اپنے گملے کو اسکول کے لیے تختے کے طور پر دینے کا اعلان کیا تو پچوں نے دوبارہ تالیاں بجا میں۔
(معروف احمد چشتی)



بلوٹے - بلی کے بچے

جوش ٹھنڈا پڑنا - کام میں دلچسپی ختم ہونا

آبیاری کرنا - پودوں کو پانی دینا

مشغله - شوق سے کیا جانے والا کام

کُریدنا - بار بار پوچھنا

ماجرا - واقعہ

خوش گوار - اچھا لگنے والا

مشق



ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ امجد نے امی سے کس چیز کی مانگ کی؟

۲۔ امی، خالہ کے گھر سے کیا لے کر آئیں؟

۳۔ امجد کا جوش کیوں ٹھنڈا پڑ گیا؟

۴۔ امجد کے گملے میں پھول کھلیں گے تو کیا ہو گا؟

۵۔ ہم میں سے ہر کسی کو پودا کیوں اگانا چاہیے؟

محض جواب لکھیے :

۱۔ امجد کے دوستوں کے پاس کون کون سی چیزیں تھیں؟

۲۔ امی نے امجد کو کس بات کی تاکید کی؟

۳۔ ایک روز اسکول میں ماستر صاحب نے کیا اعلان کیا؟

۴۔ ماستر صاحب کو گلدستہ پیش کرتے وقت امجد نے کیا کہا؟

یہ پڑیے ہوئے بیانات میں سے صحیح بیان چن کر خالی جگہ پر لکھیے :

۱۔ امجد کو بہت سارے کھلونے چاہیے تھے تاکہ

(الف) وہ ان کے ساتھ کھیل سکے۔ (ب) وہ ان کے ساتھ کھیل لے جاسکے۔



- (ج) اُنھیں دکھا کر دوستوں پر رعب جما سکے۔
- ۲۔ ایک روز جب امجد صبح سوریہ مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اُسے سارا گھر مہلتا محسوس ہوا۔
 (الف) وہ آس پاس خوبیوں ہونڈنے لگا۔ (ب) وجیرت سے ناک چڑھا چڑھا کر خوبیوں نگھنے لگا۔
 (ج) وہ دوڑ کر گملے کے پاس گیا۔
- ۳۔ امجد کی آنکھوں سے
 (ب) پیار جھلک رہا تھا۔ (الف) نفرت جھلک رہی تھی۔
 (ج) حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

ذیل کے جملے کس نے کہے؟

- ۱۔ ”مجھے خوب سارے کھلونے چاہئیں۔“
 ۲۔ ”دیکھو! یہ گمرا خالہ جان نے تمہارے لیے دیا ہے۔“
 ۳۔ ”کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لڑ کر آ رہے ہو؟“
 ۴۔ ”ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اگانا چاہیے۔“

سرگرمی:

- ♦ تمام بچے مل کر اپنے اسکول میں مختلف پھولوں کے چند گلے لگائیں۔
 ♦ بلی کے بچے کو بلوٹا کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے جانوروں کے بچوں کے نام معلوم کیجیے۔



ضمیر:

اسم کی جگہ استعمال ہونے والے لفظ کو **ضمیر** کہتے ہیں۔

مثالاً ان جملوں کو پڑھیے:

* امجد پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ * امجد روز دوستوں کے ساتھ کھلینے جاتا۔

ان جملوں میں امجد کا نام دوبار آیا ہے۔ اس تکرار سے بچنے کے لیے دوسرے جملے میں امجد کی بجائے لفظ **وہ**، استعمال کیا جائے گا۔ اب دوسرا جملہ اس طرح ہوگا:

وہ روز دوستوں کے ساتھ کھلینے جاتا۔

اس جملے میں لفظ **وہ** ضمیر ہے۔

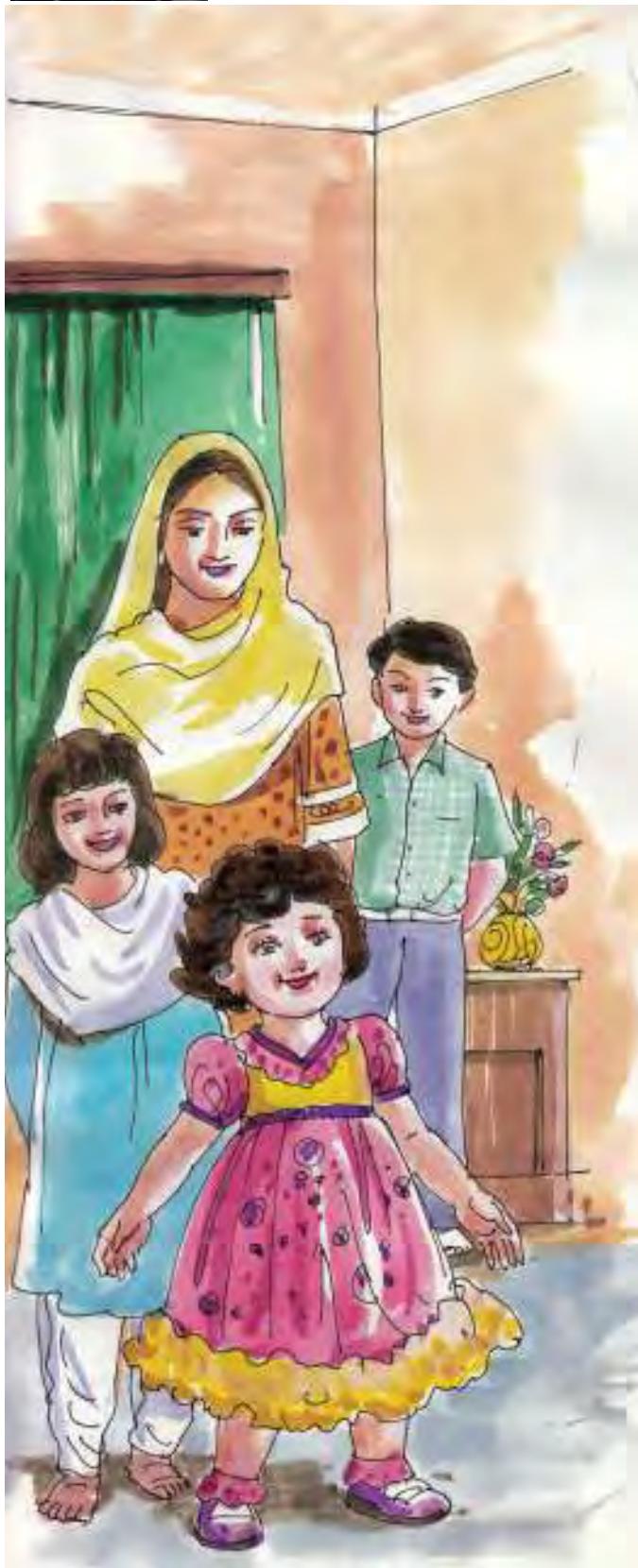
وہ کے علاوہ میں، ہم، تو، تم، آپ وغیرہ الفاظ بھی ضمیر کہلاتے ہیں۔

الفاظ میں، ہم، تو، تم، آپ سے ایک ایک جملہ بنائ کر اپنی پیاض میں لکھیے۔



ایک چھوٹی بچی

۱۰



سیدہ کیسی پیاری بچی ہے
صورت اچھی ، سمجھ بھی اچھی ہے
ذرا دیکھو تو اس کی صورت کو
بچی چینی کی جیسی مؤرت کو
ہے ابھی دو برس کی خیر سے جان
پر سب اچھے بُرے کی ہے پہچان
وہ کسی بات پر مچلتی نہیں
اپنی عادت کبھی بدلتی نہیں
آرزو تو بہت ہے بولنے کی
پر نہیں اٹھتی ہے زبان ابھی
نہیں منہ سے نکلتے پورے بول
بولتی ہے سدا آدھورے بول
نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں
دیکھ دیکھ ان کو ہوتی ہے خندال
عمر اُس کی خدا دراز کرے
علم سے اس کو سرفراز کرے
(الاطاف حسین حائل)



- مؤرتی، گڑیا
- اچھی طرح بولنا نہیں آتا
- ہنسنا، خوش ہونا
- خندال ہونا
- لبا
- دراز

مشق



ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ یہ نظم کس کے بارے میں ہے؟
- ۲۔ سیدہ کی صورت کیسی ہے؟
- ۳۔ سیدہ کی عمر کتنی ہے؟
- ۴۔ سیدہ کو سب کی آرزو ہے؟
- ۵۔ مہماں آنے پر سیدہ کیا کرتی ہے؟
- ۶۔ شاعر نے سیدہ کو کیا دعا دی ہے؟

محضر جواب لکھیے :

سیدہ میں کون کون سی اچھی عادتیں ہیں؟

شعر مکمل کیجیے :

- ۱۔ ذرا دیکھو تو اس کی صورت کو
- ۲۔ وہ کسی بات پر مچلتی نہیں
- ۳۔ نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں

سرگرمی :

آپ کے گھر میں کوئی چھوٹا بچہ ہو تو دیکھیے کہ وہ سیدہ جیسی کون سی حرکتیں کرتا ہے۔





پرندوں کی دنیا

11

ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے، رنگ برلنگے پرندے پائے جاتے ہیں۔ کسی کی آواز سُریلی ہے، کسی کی بھونڈی۔ کچھ پرندے آسمان میں بہت اونچائی تک اڑ سکتے ہیں جیسے چیل، کبوتر، غُقاب، وغیرہ۔ کچھ پرندے پانی میں مزے سے تیرتے ہیں جیسے لٹخ اور مرغابی۔ آؤ، اب ہم تمہیں بھارت کے خاص خاص پرندوں کے بارے میں بتائیں۔

مور ہمارا قومی پرندہ ہے۔ یہ عام طور پر چارفت لمبا ہوتا ہے۔ اس کی گردان لمبی اور رنگ گہرا سبز اور چمک دار نیلا ہوتا ہے۔ برسات میں جب بادل گھر آتے ہیں تو مور اپنی لمبی دم کو سُنکھے کی طرح پھیلا کر خوشی سے ناچتا ہے۔ مور کے ناج کا یہ منظر بڑا ہی دل کش ہوتا ہے۔ مور بھارت کے علاوہ سری لنکا اور افریقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ سفید رنگ کا بھی ہوتا ہے۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔ یہ دونوں بولنا بھی سیکھ لیتے ہیں۔ رٹے ہوئے جملے یہ اتنی صفائی سے بولتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ طوطا زیادہ تر ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی چونچ مٹری ہوتی اور لال ہوتی ہے۔ مینا کا رنگ گہرا کمھی اور اس کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔ کسی کسی



علاقے میں کالے رنگ کی مینا بھی پائی جاتی ہے۔

طوطے کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے چاہے کتنی ہی محبت سے رکھو، ایک بار وہ پنجھرے سے نکل جائے تو واپس نہیں آتا اسی لیے بے مردّت شخص کو طوطا چشم کہتے ہیں۔ ہماری زبان کا محاورہ 'طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لینا' بھی اسی سے بنा ہے۔

کبوتر کو امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ کبوتر کئی رنگ اور نسل کے ہوتے ہیں۔ یہ ان پرندوں میں سے ہے جو جھنڈ بنانے کر رہتے ہیں۔ اس کی آواز غُر غنوں غُر غنوں جیسی سنائی دیتی ہے۔ پرانے زمانے میں کبوتر کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام بھیجنے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔



مرغ اور مرغیاں پالتو پرندے ہیں۔ مرغ اصح سویرے بانگ دے کر ہمیں جگاتا ہے۔ مرغیوں سے ہمیں انڈے ملتے ہیں۔

بگلا، سارس اور نہس ایک ہی طرح کے پرندے ہیں۔ بگلے کی ٹانگیں، چونچ اور گردان لمبی ہوتی ہے اور دم



چھوٹی۔ بلگے ندی کے کنارے رہتے ہیں۔ یہ بڑے سیدھے سادے نظر آتے ہیں لیکن موقع ملتے ہی مچھلیوں کو ہٹپ کر جاتے ہیں۔ سارس سفید ہوتا ہے، اس کے اوپری حصے پر کچھ لال پر ہوتے ہیں۔ اُڑنے سے پہلے سارس کو ہوائی جہاز کی طرح زمین پر دوڑنا پڑتا ہے۔ ہنس بھی ایک سفید خوبصورت پرندہ ہے جو ہمیشہ اپنی ہنسنی کے ساتھ تلاab میں تیرتا رہتا ہے۔

کوا اور کویل دونوں کالے ہوتے ہیں۔ کوا ذرا بڑا ہوتا ہے اور کویل چھوٹی ہوتی ہے۔ کوا چالاکی کے لیے اور کویل اپنی میٹھی آواز کے لیے مشہور ہے۔ جب آم کے درخت پر بور آتے ہیں تو کویل کی کوکو سنائی دیتی ہے۔

قدرت نے پرندوں کا جسم ایسا بنایا ہے کہ وہ آسانی سے اُڑ سکتے ہیں۔ ان میں بعض پرندے ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے کھا کر ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کچھ

پرندے مردار جانوروں کا گوشت کھا کر ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتے ہیں۔ ان میں گلہ ایک اہم پرندہ ہے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے مگر اس پرندے کی تعداد بھتی جا رہی ہے۔



پرندے عام طور پر گھونسلوں میں رہتے ہیں۔ یہ اپنا گھونسلہ بنانے میں بہت محنت کرتے ہیں۔ بعض پرندے تو اتنا خوبصورت گھونسلہ بناتے ہیں کہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا گھونسلہ بیبا کا ہوتا ہے۔ بیا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔

ایک درخت پر طرح طرح کے پرندے رہتے ہیں۔ سب کے گھونسلوں کی بناؤٹ الگ ہوتی ہے۔ کسی کا گھونسلہ ٹوکری کی طرح تو کسی کا بوتل کی طرح ہوتا ہے۔ ایسے پرندے بھی ہیں جو اپنی لمبی چونچ سے درخت کے تنے میں سوراخ کر کے اپنا گھر بناتے ہیں۔

بچو! ذرا سوچو کہ ان خوبصورت پرندوں کے بغیر دنیا کیسی لگتی؟ ناچتا مور، کوکتی کویل، بولتے طوطا مینا، پانی میں تیرتی بطنیں، ہوا میں اڑتے کبوتر اور چمکتی چڑیاں دیکھ کر کتنا مزہ آتا ہے! یہ پرندے ہمارے ماحول کو خوش گوار بناتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ (ماخوذ)



سریلی - کانوں کو بھلی لگنے والی

عقاب - ایک شکاری پرندہ



- | | |
|---------|---|
| دل کش | - اچھا لگنے والا |
| بور آنا | - آم کے درخت پر پھول لگنا |
| مرغابی | - پانی میں رہنے والا مرغی کی قسم کا ایک پرندہ |
| جھنڈ | - گروہ |

مشق



ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ مور بھارت کے علاوہ اور کہاں پایا جاتا ہے؟
- ۲۔ طوطے کی چونچ کس رنگ کی ہوتی ہے؟
- ۳۔ پرانے زمانے میں پیغام بھیجنے کا کام کس پرندے سے لیا جاتا تھا؟
- ۴۔ بلکل کی ٹانگیں، چونچ اور گردان کیسی ہوتی ہے؟
- ۵۔ پرندے کس طرح ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں؟
- ۶۔ کون سا پرندہ ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتا ہے؟
- ۷۔ پرندے عام طور پر کہاں رہتے ہیں؟
- ۸۔ کس پرندے کا گھونسلہ زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا ہوتا ہے؟

مخصر جواب لکھیے :

- ۱۔ لوگ طوطا اور مینا کیوں پالتے ہیں؟
- ۲۔ ہمیں پرندوں کی حفاظت کیوں کرنی چاہیے؟

خالی جگہوں میں پرندوں کے رنگ لکھیے :

رنگ	پرندہ	رنگ	پرندہ
.....	طوطا	مور
.....	سارس	مینا
.....	کوَا	ہنس

رنگ	پرندہ
.....	کویل

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

- ۱۔ تمام پرندوں کی آواز سریلی ہوتی ہے۔



- ۲۔ عقاب بہت اونچائی تک اُڑتا ہے۔
- ۳۔ مینا کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔
- ۴۔ گدھ مردار جانوروں کا گوشت کھاتا ہے۔
- ۵۔ ایک درخت پر صرف ایک ہی قسم کے پرندے رہتے ہیں۔

مناسب جوڑیاں لگائیے:



ب'	الف'
مور	کوکتی
کویل	ناچتا
طوطا - مینا	تیرتی
بطنیں	بولتے
کبوتر	چھکتی
چڑیا	اُڑتے

سرگرمی :

اپنے دوست کو بتائیے کہ آپ کو کون سا پرندہ پسند ہے۔ اپنی پسند کی وجہ بھی بتائیے۔



فعل:

جن الفاظ سے کسی کام کے ہونے یا کرنے کا پتا چلے، انھیں **فعل** کہتے ہیں مثلاً آج خوب بارش ہوئی۔ سورج نکلا۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔

کچھ پرندے مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔

ان جملوں میں ”ہوئی، نکلا، پالتے ہیں، کھاتے ہیں“ الفاظ سے کام ہونے یا کرنے کا پتا چلتا ہے۔ یہ الفاظ ”ہونا، نکلنا، پالنا، کھانا“، جیسے لفظوں سے بنے ہیں۔ ان لفظوں کو **مصدر** کہتے ہیں۔ مصدر سے فعل بنتے ہیں۔



ما تھیران کی سیر

۱۲

آج ہم تمھیں ایک نئی دنیا کی سیر کرتے ہیں۔ یہ دنیا ہے ما تھیران کی ہری بھری اور خوبصورت وادی۔ ما تھیران مہاراشٹر میں سہیا دری پہاڑی سلسلے میں بسا ہوا خوب صورت اور دل کش صحت افزا مقام ہے۔ یہ ضلع رائے گڑھ کے تعلقہ کرجت سے قریب پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں پر سکون ماحول اور قدرتی نظارے سیاحوں کا دل موجہ لیتے ہیں۔

۱۸۵۰ء تک ما تھیران سے کوئی واقف نہ تھا۔ ضلع تھانہ کے ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا۔ اس کے بعد لوگ یہاں آنے لگے اور دھیرے دھیرے یہ مقام آباد ہوتا گیا۔ اب تو یہاں کئی ہو ٹلیں، بے شمار رہائشی بنگلے اور دکانیں دیکھائی دیتی ہیں۔ ما تھیران سمندر کی سطح سے ۲۳۳۶ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ آپ سوچیں گے، اتنی بلندی پر کیسے جائیں؟ تو اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ نیرل ریلوے اسٹیشن پر آپ کو نیلے رنگ کی چھوٹی سی ریل گاڑی دیکھائی دے گی جسے دیکھتے ہی اُس میں بیٹھنے کے لیے آپ کا دل مچل اٹھے گا۔ بس یہی ریل چھک کر تی، سیٹی بجائی، دھواں اڑاتی، گھما دار راستے پر دھیمی رفتار سے دوڑتی ہوئی آپ کو ما تھیران پہنچا دے گی۔ اس چھوٹی سی ریل گاڑی سے سفر کرنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اسے منی ٹرین کہتے ہیں۔ جانتے ہو یہ ٹرین



کس نے شروع کروائی تھی؟ ۱۹۰۷ء میں ممبئی کے ایک مشہور تاجر سر آدم جی پیر بھائی نے اپنے خرچ سے یہ ٹرین شروع کروائی تھی۔ اس ٹرین کے ذریعے ہم تقریباً ۲۱ رکلو میٹر کا پیچ دار راستہ طے کرتے ہیں۔ چار اسٹیشنوں سے گزرتی ہوئی یہ ٹرین ہمیں دو گھنٹے کے سفر کے بعد ما تھیران پہنچاتی ہے۔ بارش کے موسم میں یہ ٹرین بند کر دی جاتی ہے۔ ریل کے علاوہ یہاں موڑ گاڑیوں اور دوسری سواریوں کے لیے بھی راستے ہیں۔ سواریوں سے آلو دگی ہوتی ہے اس لیے ان سواریوں کو ایک خاص جگہ سے آگے جانے کی اجازت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ما تھیران کی ہوا صاف سماں اور صحبت بخش ہے۔

ما تھیران میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے اور اس ہریالی میں لال مٹی کے راستے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان راستوں پر سیاح، پیدل یا ہاتھ رکشا پر آتے جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض سیاح گھر سواری کا اُلف بھی اٹھاتے ہیں۔ گھنے درختوں کے سایوں سے گھرے ان راستوں پر چلتے ہوئے ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی دوسری دنیا میں آگئے ہوں۔ نہ سورنہ ہنگامہ، بس خاموشی ہی خاموشی۔ یہ خاموشی اور سننا کبھی کسی پرندے کے بولنے، بندروں کی چیخ پکار یا گھر سواروں کے گھوڑوں کے ہنہنے کی آواز سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ما تھیران قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ یہاں مختلف قسم کے درخت، جڑی بوٹیاں، جنگلی جانور اور خوش رنگ پرندے پائے جاتے ہیں۔ یہاں دیکھنے کے قابل ۳۳ مقامات ہیں۔ ہر مقام کو 'پوائنٹ' کہا جاتا ہے۔ ہر پوائنٹ سے قدرت کا خوب صورت نظارہ ایک الگ انداز میں دکھائی دیتا ہے۔ ان میں بچوں کو خاص طور پر منکی پوائنٹ اور ایکو پوائنٹ پر بڑا مزہ آتا ہے۔ منکی پوائنٹ پر بے شمار بندرا پائے جاتے ہیں۔ ان کی دھماچوکڑی، اؤدھم اور شرارتوں سے بچے بہت اُٹھاتے ہیں۔ ایکو پوائنٹ پر تو ہر کوئی پاگل سا ہو جاتا ہے۔ کیا چھوٹا، کیا بڑا، ہر کوئی زور زور سے ایک دوسرے کو پکارتا ہے اور اپنی ہی آواز کی گونج سن کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل یہ آوازیں چاروں طرف سے گھری ہوئی پہاڑیوں سے ٹکرا کر لوٹ آتی ہیں اور ہمیں ان کی گونج سنائی دیتی ہے۔ سچ پوچھو تو بڑا مزہ آتا ہے۔ یہاں دو بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔ شام کے وقت یہاں سیاحوں کی بہت بھیڑ ہوتی ہے۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر جھیل کی سیر کا اُٹھاتے ہیں۔

ما تھیران کی چکلی بہت مشہور ہے۔ یہاں خالص شہد بھی ملتا ہے۔ دستکاری کی خوب صورت چیزیں بھی ملتی ہیں۔ سیار ان چیزوں کو یادگار کے طور پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ (ماخوذ)

- دل کو پسند آنا	- دل موه لینا
- چھوٹی ریل	- مینی ٹرین
- ہوا پانی کا گنڈہ ہو جانا، آواز کی بھی آلو دگی ہوتی ہے۔	- آلو دگی
- صحت دینے والی	- صحت بخش
- اچھے رنگ والا	- خوش رنگ
- اُچھل کواد	- دھما چوکڑی
- اُچھل کواد	- اودھم
- ایک قسم کی مٹھائی	- چکنی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ ماتھیران کہاں بسا ہوا ہے؟

۲۔ منی ٹرین کس نے شروع کروائی؟

۳۔ یہ ٹرین کس موسم میں بند کی جاتی ہے؟

۴۔ ماتھیران کی ہوا کیسی ہے؟

۵۔ ماتھیران کی کون سی چیز مشہور ہے؟

سبق میں سے وہ جملے لکھیے جن میں ذیل کے الفاظ آئے ہیں:

- | | | |
|----|----------|--------------|
| ۱۔ | مالا مال | آواز کی گونج |
| ۲۔ | سیاح | پادگار |

جملوں میں استعمال کیجیے:

- ۱- دل موه لینا ۲- محل اٹھنا

الفاظ پڑھئے: *

- | | |
|-----------------|-------------------|
| خوب صورت - دلکش | گھماودار - پچ دار |
| شورغل - چنپکار | دھماچوکڑی - اؤڈھم |

ان لفظوں میں ہر جوڑی کے معنی ایک جیسے ہیں۔

اپنی کتاب سے ایسے ایک جیسے معنی والے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

آپ نے ماٹھیران کے سفر کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے، اُسے پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔ *

*

سرگرمی:

*

اپنے استاد کی مدد سے پانچ صحت افرا مقامات کے نام لکھیے۔



زمانہ:

کسی کام کے وقت کو زمانہ کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) کسی کام کے گزرے ہوئے وقت کو **زمانہ ماضی** کہتے ہیں

مثلاً ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا تھا۔

(۲) کوئی کام موجودہ وقت میں ہو تو اس وقت کو **زمانہ حال** کہتے ہیں

مثلاً ہمیں ان کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

(۳) آئندہ وقت میں ہونے والے کام کے وقت کو **زمانہ مستقبل** کہتے ہیں

مثلاً پہی ٹرین آپ کو ماٹھیران پہنچادے گی۔

مندرجہ ذیل جملوں کے سامنے ان کا زمانہ لکھیے:

(۱) عرب کا مشہور شہر خیران کا وطن تھا۔

(۲) سواریوں سے آلو دگی ہوتی ہے۔

(۳) میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلوٹے لا دوں گی۔

(۴) کبوتر کو مسن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

(۵) پرندوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔

(۶) یہ میرے ساتھ کھیلے گا۔

(۷) مگر پوری تھی بڑی چالاک۔

(۸) پرندے بہت اونچائی تک اڑ سکتے ہیں۔

(۹) پوری کڑھائی سے نکل بھاگی۔

قلم اور کتاب

ہدایت: اُستاد پہلے نظم کو ترجم یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سین۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسرا مرتبہ اُستاد اور طلبہ ساتھ ساتھ مل کر حرکات و سکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

اک دن اک پیارا سا بچہ	لے کے کھلونے، کھیل رہا تھا	اک کھلونا چابی والا	ایک چابی بھرتے ہی یوں بولا
”مجھ سے پیار بہت ہے تم کو“	اب پڑھنا لکھنا بھی سیکھو،	ایک کتاب نے بھی منہ کھولا	”رنگ برنگی دُنیا اپنی
”رم سے روٹھ گیا جو بچہ“	جلدی سے پھر قلم بھی بولا	چاہے گھوڑا ہو یا ہاتھی	کر کے دیکھو سیر تم اس کی
”تم دونوں سے پیار کروں گا“	کرکے ساتھی کون ہے ساتھی	اس کو پڑتا ہے پچھتنا،“	ہم سے اچھا کون ہے ساتھی
”خوب پڑھوں گا، لکھوں گا“	قلم کتاب اٹھا کر بولا	بچہ تھا وہ سچ اچھا	چاہے گھوڑا ہو یا ہاتھی

(ضمیر درویش)



بانٹ کر کھانے کا مزہ

ہدایت: بہتر ہو گا کہ استاد اس کہانی کو یاد کر لے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاؤ، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھ۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج اسکول کی چھٹی تھی۔ نازو اپنی امی کے کاموں میں اُن کی مدد کر رہی تھی۔ گھر کا کام ختم ہونے پر امی نے کہا، ”نازو! میں کپڑے دھونے ندی پر جا رہی ہوں۔ تم گھر رہی پر رہنا۔“
نازو بولی، ”جی امی!“

امی میلے کپڑوں کی گھٹری لیے ندی کی طرف روانہ ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ نازو نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے آسیہ خالہ کھڑی تھیں۔ اُن کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پیتا تھا۔ آسیہ خالہ نازو کو پیتا دیتی ہوئی بولیں، ”نازو! یہ ہمارے پیڑ کا پیتا ہے۔ تمہارے لیے.....“

نازو نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور پیتا لے لیا۔ پیلا پیلا پیتا دیکھ کر اُس کے منہ میں پانی بھرا آیا مگر اُسے اپنی امی کا خیال آگیا۔ اُس نے سوچا جب امی آ جائیں گی تو وہ اُن کے ساتھ مل کر پیتا کھائے گی۔

دو پھر میں امی آئیں۔ نازو نے امی کو بتایا کہ آسیہ خالہ نے پیتا دیا ہے۔ امی نے کہا، ”ٹھیک ہے، شام کو تمہارا بھائی عارف اور تمہارے اتو آئیں گے تو سب مل کر پیتا کھائیں گے۔“
نازو اچھی پیچھی۔ امی کی بات مان گئی۔

شام کو عارف اور اتو آگئے۔ نازو دوڑ کر پیتا لے آئی اور اتو کے سامنے رکھ دیا۔ امی نے بتایا کہ یہ پیتا آسیہ خالہ نے دیا ہے۔ یہ اُن کے پیڑ کا پہلا پھل ہے۔

اتو نے چھری منگائی اور پیتا کاٹا۔ امی نے پیتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے اور انھیں پیالیوں میں رکھ کر نازو، عارف اور اتو کو دیا۔ ایک پیالی امی نے بھی لی۔

چاروں آنگن میں آبیٹھے اور مزے سے پیتا کھانے لگے۔
چج ہے، بانٹ کر کھانے میں بڑا مزہ آتا ہے۔

(ادارہ)



ماخچی



اپنی ناؤ بڑھالے ماجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو ، اپنی ناؤ چڑھالے

تو دریا کا راجا ماجھی ، راج ترا دریا پر
تو ہمت کا ہے متوا دل میں ترے کیسا ڈر

خطروں نے پالا ہے تجھ کو ، خطروں سے کیا ڈرنا
تو نے کب سیکھا ہے ماجھی ٹھنڈی آہیں بھرنا

ہیتا ہیتا بول کے تیرے ساتھی بڑھتے جائیں
تو بھی آگے بڑھ جا ماجھی ، وہ بھی بڑھتے جائیں

موجوں کی کیا ہمّت ، تیری ہمّت سے ٹکرائیں
سن سن چلتی تیز ہوا میں تجھ کو کیا دھمکائیں

اپنی ناؤ بڑھالے ماجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو اپنی ناؤ چڑھالے

(ماخوذ)



پہلے کام پھر آرام



کسی گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ وہ صحیح اپنے کھیت میں کام کے لیے جاتا اور شام کو لوٹ آتا۔ ایک مرتبہ وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا کہ اُسے ایک ہیرا ملا۔ ہیرا پا کر کسان بہت خوش ہوا۔ وہ سوچنے لگا، اس کو بچ کر خوب روپیہ کماوں گا اور شہر میں جا کر رہوں گا۔ اپنے بچوں کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بناؤں گا۔

کسان سیدھا جوہری کے پاس گیا۔ جوہری نے جب ہیرا دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس نے کسان سے پوچھا، ”تمھیں یہ ہیرا کہاں سے ملا؟“ کسان نے اُسے پوری کہانی سنادی۔ جوہری نے پوری کہانی سننے کے بعد کہا، ”میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں یہ ہیرا خرید سکوں۔ تم یہ ہیرا لے کر بادشاہ سلامت کے پاس جاؤ۔“ کسان وہاں سے بادشاہ سلامت کے دربار میں پہنچا۔ اس نے بادشاہ کو ساری حقیقت بتائی اور ہیرا بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ ہیرا دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا کیونکہ اُس کے خزانے میں بھی اتنا قیمتی ہیرا نہیں تھا۔ کچھ دیر بادشاہ سوچتا رہا اور بولا، ”میرے خزانے میں قیمتی موتوی اور اشوفیاں ہیں۔ میں تمھیں ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ تم وہاں جا کر جو لینا چاہو لے لو۔“ کسان نے کہا، ”جبیسا بادشاہ حکم دیں۔“ بادشاہ نے اپنے نوکر سے کہا، ”اے خزانے والے کمرے میں پہنچا دو اور ایک گھنٹے بعد باہر نکال دینا۔“

نوکر کسان کو خزانے کے کمرے میں لے گیا۔ کسان اتنا بڑا خزانہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہاں ایک آرام دھملی بستر بچھا ہوا تھا۔ کسان نے سوچا، ”ابھی بہت وقت ہے، پہلے تھوڑا آرام کرلوں پھر جو چاہوں گا، لے لوں گا۔“ چنانچہ وہ بستر پر لیٹا اور اسے نیند آگئی۔ ایک گھنٹے کے بعد بادشاہ کا نوکر وہاں آیا اور اُسے جگا کر کہا، ”اٹھو، ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ اب باہر نکلو۔“ کسان نے کہا، ”ابھی تو میں نے یہاں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ میں باہر نہیں جاؤں گا۔“ مگر نوکر نے کھینچ کر اُسے خزانے کے کمرے سے باہر نکال دیا۔ کسان روتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا اور ساری بات کہہ سنائی۔ بادشاہ نے کہا، ”بے وقوف! میں نے تمھیں ایک گھنٹہ دیا تھا، وہ تم نے سوکر گزار دیا۔ وقت کی قدر نہیں کی۔ جاؤ! اب دوبارہ کھیت میں کام کرو۔ یہی تمھارا نصیب ہے۔“ یہ سن کر کسان بہت رویا۔ اُس کے سارے خواب ٹوٹ گئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر بادشاہ کو اس پر ترس آ گیا۔ اُس نے کسان کو ڈھیر ساری اشوفیاں دیں اور کہا، ”وقت کی قدر کرنا سیکھو۔“

کسان بادشاہ کی رحم دلی پر بہت خوش ہوا۔ وہاں سے وہ اس ارادے کے ساتھ رخصت ہوا کہ اب ہمیشہ پہلے کام کروں گا پھر

آرام۔

(ادارہ)



ایک گھوڑا اور اس کا سایہ



ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
 اپنے سایے سے بُدکتا بار بار
 اس سے مالک نے خفا ہو کر کہا
 ”سُن تو حمق ! جس سے تو ہے ڈر رہا
 جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
 پچھے درندہ ہے ، نہ چوپا یہ ہے وہ
 جسم رکھتا ہے ، نہ اس کے جان ہے
 تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے“
 یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
 ”سچ کہا یہ آپ نے لیکن جناب
 آدمی سے بڑھ کے میں وہی نہیں
 آن ہوئی باتوں کا ہے جس کو یقین
 بہوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
 کیا ہی وہی آدمی کی ذات ہے
 سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
 کیا عجب ہے جو ہوا مجھ پر اثر
 اپنے دُکھ کا کیجیے اول علاج
 دوسروں کا پوچھیے پچھے مزاج“
 (ماخوذ)



- عیب دار - خرابی والا
- بُدکنا - ڈرنا



آن ہوئی - جونہ ہوئی ہو

وہمی - وہم کرنے والا یہاں مراد ڈرنا والا

مزاج پوچھنا - حالت پوچھنا



مشن

اک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ گھوڑے میں کیا عیب تھا؟

۲۔ آدمی نے گھوڑے کو ڈپک اور نادان کیوں کہا؟

۳۔ گھوڑے نے آدمی کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا؟

۴۔ آدمی کو کون با توں پر یقین آ جاتا ہے؟

محض جواب لکھیے :

۱۔ مالک اپنے گھوڑے سے کیوں خفا ہوا؟

۲۔ گھوڑے نے مالک کو کیا جواب دیا؟

اس نظم میں گھوڑا کہتا ہے کہ آدمی بڑا وہمی ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر بلی راستہ کاٹ جاتی ہے تو کچھ لوگ اس راستے سے نہیں گزرتے۔ کسی کام کے لیے گھر سے نکلتے وقت چھینک آجائے تو اسے بھی لوگ برا سمجھتے ہیں۔ اسی باتیں **وہم** کہلاتی ہیں۔



حکیم اجمل خان

۱۲



دہلی میں ایک بڑے نامی حکیم تھے۔ ہندو، مسلمان سب ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کا نام اجمل خان تھا۔

حکیم صاحب ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۵۹ سال کی عمر میں اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے ۱۹۲۷ء میں اس دنیا سے اٹھ گئے۔ اگر آپ کو حکیم صاحب کا تھوڑا سا بھی حال بتایا جائے تو پوری کتاب بن جائے گی اس لیے ان کے بارے میں صرف دو چار باتیں آپ کو بتاتے ہیں۔

ایک زمانہ تک لوگ حکیم صاحب کو صرف ایک اچھا حکیم مانتے تھے۔ ان کے مقابلے کا ہندوستان میں کوئی حکیم نہ تھا۔

نوابوں، راجاؤں سے ماہانہ ہزاروں کی رقمیں بندھی ہوتی تھیں۔ ان کے دہلی سے باہر جانے کی روزانہ ایک ہزار روپے فیس مقرر تھی۔ آپ سمجھتے ہوں گے کہ اتنا بڑا طبیب صرف امیروں ہی کا علاج کرتا ہو گا۔ غریبوں کو اُس سے کیا فائدہ پہنچتا ہو گا؟ لیکن ایسی بات نہیں ہے۔ حکیم صاحب جو کچھ کرتے اپنے عزیزوں اور غریبوں کی مدد اور قومی کاموں میں خرچ کر دیتے۔ دہلی میں یا اس کے آس پاس کسی غریب کے گھر جاتے تو علاج کا ایک پیسہ نہ لیتے۔ اسی وجہ سے وہ بڑا طبیب جو راجاؤں اور نوابوں کے محلوں میں ہزاروں پر جاتا، اکثر ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں بھی خدمت کرتا نظر آتا تھا۔ اس کے پاس سے بے شمار غریبوں کو دوائیں مفت ملتی تھیں۔

جاڑا، گرمی، برسات ہر موسم میں صحیح ٹھیک پچھے بجے حکیم صاحب گھر سے نکل آتے اور بہت سے مریضوں کو دیکھتے۔ کبھی کبھی ان کی غیر ضروری باتیں بھی سنتے مگر پیشانی پر بل نہ لاتے۔ ان کے اس عام دربار میں چھوٹے بڑے کافر ق نہ تھا۔ امیر ہو کہ غریب، سب کو باری باری دیکھتے۔

حکیم صاحب بڑی سوچھ بوجھ والے آدمی تھے۔ انہوں نے ملک کی سیاست میں بھی عملی حصہ لیا۔ وہ شروع ہی سے چوٹی کے لیڈروں میں گنے جانے لگے تھے۔ سیاسی کاموں کے ساتھ حکیم صاحب سماجی کاموں میں بھی خوب حصہ لیتے تھے۔ عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے حامی تھے۔ وہ ہمیشہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کے لیے کوشش کرتے تھے۔

رہے۔ ۱۹۱۹ء میں 'جلیاں والا باغ' کے مقام پر انگریزوں کو قتل کر دیا تھا۔ حکیم اجمل خان نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس قتلِ عام کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ حکیم صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تھے۔ انھیں انڈین نیشنل کانگریس کا بھی صدر بنایا گیا تھا۔ وہ سونج سمجھ کر سیاست کے میدان میں آئے تھے۔ اس لیے انھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا اور آخرمدم تک ملک کو آزاد کرنے کے لیے سیاست کے میدان میں جمے رہے۔ حکیم صاحب لوگوں کی خدمت ہی کو سب سے بڑا کام سمجھتے تھے اور خدمت کے موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی وباً مرض پھیلا۔ اس مرض میں خاندان کے خاندان صاف ہو گئے۔ گھر گھر ماتم تھا۔ کوئی کسی کی خبر لینے والا نہ تھا۔ دہلی پر ایسی آفت آئی کہ اچھے اچھوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ ایسے نازک وقت میں بھی حکیم صاحب لا ریوں میں دوائیاں بانتے پھرتے تھے۔ اُن کو اپنی جان کی کچھ پرواہ تھی۔

انھوں نے دہلی کا یونانی اور آیورودیک طبی کالج قائم کیا اور اسے خوب ترقی دی۔ اس کالج کو اپنا دواخانہ بھی دے ڈالا، جس کا سالانہ منافع لاکھوں روپے تھا۔ مسلمانوں کی جدید تعلیم کے لیے علی گڑھ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ بعد میں یہ ادارہ دہلی منتقل کر دیا گیا۔ حکیم صاحب اس کے پہلے واکس چیز میں مقرر کیے گئے۔ آخری زمانے میں وہ اپنا زیادہ وقت جامعہ ملیہ کے کاموں میں لگاتے تھے۔ اس سے اُن کو بہت سی اُمیدیں تھیں۔ آگے چل کر ان کی اُمیدیں پوری ہوئیں اور آج جامعہ ملیہ اسلامیہ مسلمانوں کا ایک بڑا ادارہ بن گیا ہے۔

ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ آج حکیم صاحب نہیں ہیں لیکن ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے۔
(ادارہ)



نامی - مشہور

دنیا سے اٹھ جانا

طبیب - حکیم

عزیز - دوست

محلوں میں ہزاروں پر جانا - امیروں کے علاج پر ہزاروں روپے لینا

وبائی مرض - ایسی بیماری جو ایک ساتھ بہت سے لوگوں کو ہو جاتی ہے

آفت - مصیبت

اوسان خطا ہونا - گھبرا جانا

پیشانی پر بل نہ لانا - برانہ مانا

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ اجمل خان کس وجہ سے مشہور تھے؟
- ۲۔ حکیم اجمل خان راجا اور نوابوں سے کتنی فیس لیتے تھے؟
- ۳۔ حکیم صاحب جو کچھ کماتے وہ کہاں خرچ کرتے تھے؟
- ۴۔ حکیم صاحب اپنا زیادہ وقت کن کاموں میں لگاتے تھے؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

- ۱۔ دہلی میں ایک بڑے حکیم تھے۔
- ۲۔ انہوں نے ملک کی سیاست میں بھی حصہ لیا۔
- ۳۔ عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے تھے۔
- ۴۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی مرض پھیلا۔

سرگرمی: حکیم اجمل خان کی خوبیاں پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔

غور کیجیے: حکیم اجمل خان امیروں سے زیادہ فیس کیوں لیتے تھے اور غربیوں کا علاج مفت کیوں کرتے تھے؟

آئیے زبان سیکھیں!

متعلق فعل:

جن لفظوں سے فعل یعنی کام کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے انہیں **متعلق فعل** کہتے ہیں۔

مثلاً حکیم صاحب کا تھوڑا سا حال بھی سنو۔

انہوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا۔

بارش شدت سے ہو رہی تھی۔

خط کشیدہ الفاظ ”تھوڑا سا، بے جگری سے، شدت سے“، متعلق فعل کہلاتے ہیں جن سے سننے، کام لینے اور ہونے جیسے کاموں کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔

* مندرجہ ذیل جملوں میں متعلق فعل تلاش کیجیے:

- ۱۔ سردار نے ان کی باتیں غور سے سنیں۔
- ۲۔ وہ دونوں درخت کے سایے میں آرام سے بیٹھ گئے۔
- ۳۔ دونوں دوست پیدل ہی چل پڑے۔





ذراء آسمان کا سماء دیکھیے

۱۵



ذراء آسمان کا سماء دیکھیے
 ستاروں کا جھرمٹ عیاں دیکھیے
 ہزاروں ستارے ہیں بکھرے ہوئے
 ہیں موتی کی مانند نکھرے ہوئے
 نہ جانے فلک پر ہیں روشن چراغ
 کہ آراستہ ہے یہ پھولوں کا باغ
 چمکتے ہیں یہ ، جھملاتے ہیں یہ
 ہمیں دیکھ کر مُسکراتے ہیں یہ
 ستارے یہ سوتے نہیں رات بھر
 یہ پل بھر کو ہوتے نہیں بے خبر

سہانا سماں مجھ کو بھاتا ہے یہ
انھیں دیکھ کر دل میں آتا ہے یہ

کسی دن بڑا جب میں ہو جاؤں گا
تو میں بھی چمک اپنی دکھلاؤں گا
(ماخوذ)

سماں	-	منظر
عیاں	-	ظاہر
فلک	-	آسمان
آراستہ	-	سبجا ہوا
سہبانا	-	اچھا، پسara

مش

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ شاعر کون سا منظر دیکھنے کے لیے کہہ رہا ہے؟

۲۔ تارے کیسے نظر آ رہے ہیں؟

۳۔ ستاروں کو چمکتا دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا خیال آتا ہے؟

۴۔ شاعر نے ستاروں کی مسکراہٹ کسے کہا ہے؟

سرگرمی:

اس نظم میں رات کے اندر ہرے میں چمکتے ستاروں کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔



دیکھی میں سر



کردار :-

نصیبُن

: گوٹا بُن کر پیٹ پالنے والی ایک بیوہ عورت

امماں

: نصیبُن کی امماں ایک بوڑھی عورت

ٹمما

: نصیبُن کا آٹھو برس کا بیٹا۔ ایک بے ڈھنگا اور بد سلیقہ لڑکا

مشی جی : ایک پڑوئی

چند پڑوئین

منظر

(صحح دس بجے کا وقت ہے۔ نصیبُن آٹا گوندھنے کے لیے پانی لینے جا رہی ہے۔ ایک لڑکا دروازے سے روتا ہوا اندر چلا آ رہا ہے۔ اُس کا سرا ایک دیکھی میں ہے جو گردن تک آ کر پھنس گئی ہے اس لیے اس کا چہرہ دیکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اندر کوٹھری میں نصیبُن کی ماں بیٹھی ہوئی کوئی کام کر رہی ہے۔ رو نے کی آواز سن کر نصیبُن پانی کا برتن چھوڑ کر دروازے کی طرف جھپٹتی ہے)

نصیبُن : (دانٹ پیستی ہوئی) اس لڑکے نے تو ناک میں ڈم کر رکھا ہے۔ ارے، یہ دیکھی میں سر کیوں ٹھوں دیا ہے؟

(لڑکا کچھ کہتا نہیں ہے۔ بس روئے چلا جاتا ہے، اول..... اول..... اول!

نصیبُن اس کے سر سے دیکھی نکالنے کی بہت کوشش کرتی ہے۔ مگر دیکھی ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ لڑکے کے رو نے کی آواز اور تیز ہو جاتی ہے)

نصیبُن : (گھبرا کر اپنی ماں کو آواز دیتی ہے) امماں..... اری او امماں، ذرا دیکھ تو سہی، ٹمما نے کیا کر لیا ہے۔

امماں : (اندر کوٹھری میں سے) اری کیا ہوا؟... کیوں شور مچا رہی ہے؟... آخ رہوا کیا ہے جو سارا گھر سر پر اٹھا رکھا ہے؟

نصیبُن : (روٹی آواز میں) بچے کا سر دیکھی میں پھنس گیا ہے امماں.....

امماں : (وہیں سے) اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟

نصیبُن : (روئی آواز میں) امّاں نکالنے کی کوشش تو بہت کی، مگر کم بخت نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہائے میرا
رُجْمًا، میرا لال!

(دیپھی کے اندر سے رونے کی آواز مسلسل آرہی ہے، اول.....اول.....اول)

نصیبِن : (سینے پر ہاتھ مارتی ہوئی) ہائے میرے اللہ! اب کیا ہوگا؟ اب میں اپنے ٹمما کا منہ کیسے دیکھوں گی۔
 (اتنے میں نصیبِن کی امماں کو ٹھری سے باہر نکل آتی ہے)

امّاں : اب بس بھی کر یہ رونا دھونا، پہلے اُس کے سر سے دیکھی نکالنے کی سوچ۔ جا، ایک لکڑی لے آ۔
 (نصیبُن ایک لکڑی لے کر آتی ہے۔ بوڑھی امّاں نصیبُن سے لکڑی لے کر دیکھی میں ڈالنے کی کوشش
 کرتی ہے۔ لکڑی شاید لڑکے کی ناک سے جا لگتی ہے اور وہ زیادہ زورو شور کے ساتھ رونے لگتا ہے۔
 لکڑی پھینک کر دونوں دیکھی کو کھینچنے اور اوپر اٹھانے کی کوشش کرتی ہیں مگر اندر کی آواز اور بڑھتی چلی
 جاتی ہے، اؤں..... اؤں..... اؤں)

نصیبین : (بے تاب ہو کر) ہائے میرا ٹھما، ہائے میرا ٹھما!

امماں : (رونی آواز میں) میرے لال، میرے بچے!

(رونے کی آوازن کر آس پاس کی کچھ پڑوسنیں جمع ہو جاتی ہیں اور اپنی اپنی رائے دینے لگتی ہیں)

پہلی پڑوسن : بچے نے صبح سے کچھ کھایا نہیں۔ بے چارہ بھوکا ہو گا۔ اسے ایک کیلا کھلا دو۔ میں ابھی لاتی ہوں۔

دوسری پڑوں: اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔

امال : میں تو کہہ رہی ہوں کہ اسے پیاس لگی ہے، پر میری سنتا کون ہے؟

نصیبین : لیکن اماں! اٹھی دیکھی میں پانی کیسے ٹھہرے گا؟

پہلی پڑوسن : لو، یہ کیا مشکل ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے ٹانگیں پکڑ کر اٹھا کر دو۔ پھر دیکھی میں پانی ڈالو۔ خود ہی پی لے گا۔

دوسری پڑوسن: ہٹو بھی! مجھے ایک ڈنڈا دو۔ میں ابھی دیپکی کوتولے دیتا ہوں۔

تیسرا پڑوسن: اور جو سر میں چوٹ آگئی تو؟

(ڈیکھی کے اندر سے مسلسل رونے کی آواز، اُوں.....اُوں.....اُوں)

(اتنے میں پڑوس کے منتشری جی آتے ہیں)

مشی جی : کیا بات ہے؟ پہ کیا تم اشالگار کر کھا ہے؟

امّاں : بھیا تماشا کیسا؟ میرے ٹمّتا کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ دیکھو، اس نے دیکھی میں سر پھنسالیا ہے۔
امّاں : اُسے بچائیں تو کیسے بچائیں؟



مشی جی : (مسکرا کر) گھبرا نے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیکھی نکالے دیتا ہوں۔
امّاں : اللہ تمھارا بھلا کرے۔ مگر بھیا، یہ خیال رکھنا کہ دیکھی ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ پورے پندرہ روپے کی ہے۔

نصیبُن : (غصے سے) امّاں تم بھی نا، تمھیں دیکھی کی پڑی ہے۔ کیا دیکھی میرے ٹمّتا کی جان سے زیادہ ہے؟
مشی جی : (مسکرا کر) بھی! آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ آپ کی دیکھی بھی رہے گی اور ٹمّتا کو بھی کچھ نہیں ہوگا۔
(مشی جی سر میں پھنسی ہوئی دیکھی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو چار منٹ کی کوشش سے دیکھی نکل جاتی ہے)

سب کے سب : (حریت سے آنکھیں چھاڑے ہوئے) ہائی یہ تو.....!
نصیبُن : ارے تو بہ! یہ ٹمّتا تھوڑا ہی ہے۔ نہ جانے مُواکس کا ہے؟
امّاں : اے ہاں، چج مج یہ تو کوئی اور ہی لڑکا ہے۔ اری نصیبُن، یہ دیکھی بھی تو ہماری نہیں۔ کیا عقل پر پتھر پڑ گئے تھے؟

مشی جی : (حیرت سے) کیا یہ ٹمبا نہیں ہے؟ تو پھر یہ ہے کون؟ (دیکھی نکلتے ہی لڑکا بھاگ جاتا ہے)
ٹمبا : (بھیڑ میں سے جھانکتے ہوئے) میں تو یہاں ہوں اتما۔ (سب آواز کی طرف دیکھتے ہیں۔ تب ٹمبا
 اپنا سر کھجاتے ہوئے آگے آتا ہے)

(نصیبِ جھپٹ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے)
(حامد اللہ افسر)

(حامد اللہ افسر)

پرده گرتا ہے۔

- | | | |
|-----------------------|---|-------------------------------|
| گوٹا | - | چاندی یا سونے کے تاروں کی لیس |
| دانٹ پیپنا | - | بہت غصہ دکھانا |
| ناک میں دم کرنا | - | پریشان کر دینا |
| ٹس سے مس نہ ہونا | - | اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا |
| گھر سر پر اٹھانا | - | بہت شور کرنا |
| زورو شور کے ساتھ رونا | - | اوچی آواز میں رونا |
| عقل پر پھر پڑنا | - | عقل جاتی رہنا |

مشق

اپکے جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ نصیبُن کون تھی؟

۲۔ ٹہما کیسا لڑکا تھا؟

۳۔ ڈنڈے سے دلپچی توڑنے میں کیا خطرہ تھا؟

۴۔ بچے کے سر سے دلپچی کس نے نکالی؟

۵۔ دلپچی نکل جانے کے بعد سب کو حیرت کیوں ہوئی؟

مختصر جواب لکھیے :

- ۱۔ پہلی پڑو سن نے کیا مشورہ دیا؟

۲۔ ٹمسا کو پانی پلانے کی کپا تر کیب بتائی گئی؟

۳۔ لڑکے کے سر میں پھنسی دیکھی نکلنے پر بوڑھی امماں نے کیا کہا؟

ذیل کے جملے کس نے کہے:

- ۱۔ ”اس لڑکے نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔“
- ۲۔ ”اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟“
- ۳۔ ”اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔“
- ۴۔ ”گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیکھی نکالے دیتا ہوں۔“
- ۵۔ ”میں تو یہاں ہوں امماں۔“

ذیل کے محاوروں کو مناسب خالی جگہوں میں استعمال کیجیے:

(ناک میں دم کرنا، دانت پینا، لش سے مس نہ ہونا، گھر سر پر آٹھانا)

- ۱۔ مزدوروں نے اپنی ساری طاقت لگادی مگر چٹان
- ۲۔ بچے نے رو رو کر
- ۳۔ مچھروں نے کاٹ کاٹ کر
- ۴۔ بات بات پر کی عادت بری ہے۔

سرگرمی: اس ڈرامے کو اپنی کلاس میں پیش کیجیے۔



مبتدا اور خبر:

جملے کا وہ ابتدائی حصہ جس کے متعلق جملے میں کوئی بات کہی گئی ہو، اسے **‘مبتدا’** کہتے ہیں مثلاً **نصیبُن آٹا گو، ندھر رہی تھی۔**

اس جملے میں **‘نصیبُن’**، مبتدا ہے۔

جملے کا وہ حصہ جو مبتدا کے بارے میں کوئی معلومات دیتا ہو، اس معلومات کو **‘خبر’** کہتے ہیں۔ اوپر کے جملے میں **‘آٹا گو، ندھر رہی تھی، خبر ہے۔**

ان جملوں میں مبتدا اور خبر الگ کیجیے۔

- ۱۔ نصیبُن اپنی ماں کو آواز دیتی ہے۔
- ۲۔ یہ دیکھی بھی تو ہماری نہیں ہے۔
- ۳۔ بچہ زیادہ زور سے رونے لگتا ہے۔



ہمارے پڑوستی

12

بڑے سیدھے سادے ہمارے پڑوںی
خدا سب کو دے اپسے پیارے پڑوںی

کئی سال کی اُن سے ہے آشنای
کبھی کوئی بھگڑا، نہ کوئی لڑائی

ہمیں بھی خیال اُن کا رہتا بہت ہے
اور ان کو بھی ہم پر بھروسہ بہت ہے



کوئی چیز کم ہو تو وہ ہم سے لے لیں
ضرورت پہ ہر چیز وہ ہم کو دے دیں

جو تھوار آئے تو گھر پر بُلائیں
تواضع کریں اور عزت بڑھائیں

وہ رکھتے ہیں اپنا کھلا دل ہمیشہ
خوشی اور غم میں ہیں شامل ہمیشہ

کچھ اُن کے ہیں بچے ، کچھ اپنے ہیں بچے
طریقوں میں بہتر ، سلیقوں میں اچھے

نہ جھگڑیں ، نہ روٹھیں ، نہ غصہ دکھائیں
سب اک ساتھ کھلیں ، ہنسیں ، مسکرائیں

ہم اُن کے مددگار اور وہ ہمارے
یہ دکھ سکھ کے رشتے بھی کتنے ہیں پیارے
(ظفر گور کھپوری)



آشنای - پہچان، دوستی

تواضع - مہمان نوازی

دل کھلا رکھنا - ابھے ڈھنگ سے مانا

مد دگار - مدد کرنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ شاعر کے پڑوئی کیسے ہیں؟

۲۔ شاعر اپنے پڑوئیوں کو کب سے جانتا ہے؟

۳۔ پڑوئی ایک دوسرے کے کام کس طرح آتے ہیں؟

۴۔ شاعر نے پڑوئی بچوں کے بارے میں کیا کہا ہے؟

۵۔ شاعر کیسے پڑوئیوں کے لیے دعا کر رہا ہے؟

ضد لکھیے :

خوشی عزت ہنسنا دکھ روٹھنا

سرگرمی : اپنے پڑوئی کے بارے میں چند جملے لکھیے ۔

تیز گام



آج چہارم جماعت کے بچے سیر کے لیے آئے تھے۔

لبستی سے دور ایک پہاڑی کے دامن میں انہوں نے ڈریا ڈال دیا۔ پاس ہی ایک جھرنا بھی بہتا تھا جو آگے جا کر ایک چھوٹی سی ندی بن جاتا تھا۔ ندی کے دونوں کناروں پر دور تک گھنے درختوں کے جھنڈتے تھے۔ بچے اپنا اپنا لفڑ بھی ساتھ لائے تھے۔ دو پھر میں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر انہوں نے مل بانٹ کر کھانا کھایا۔ پھر پاس کے جھرنے سے پانی پیا اور ٹولیاں بننا کر مختلف کھیل کھینے میں مشغول ہو گئے۔ کبڈی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ۔ ماسٹر صاحب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اُن سب کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آصف کو کوئی بھی اپنے ساتھ کھیل میں شامل نہیں کر رہا ہے۔ وہ ایک طرف چپ چاپ کھڑا مایوسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔

آصف جماعت میں سب سے ڈ بلا پتلا لڑکا تھا۔ وہ پڑھائی میں بہت ہوشیار تھا مگر کھیلوں میں اسے دلچسپی نہیں تھی۔ ڈ بلا پتلا ہونے کی وجہ سے بچے اکثر اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ اُن میں حامد سب سے آگے تھا۔ آصف نے ایک بار ماسٹر صاحب سے حامد کی شکایت بھی کی۔ ماسٹر صاحب نے حامد کو سمجھایا کہ کمزوروں کو ستانہ نہیں چاہیے۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے وعدہ توکر لیا کہ آصف کو نہیں ستائے گا مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا۔ جب بھی موقع ملتا وہ آصف کو چھیڑنے سے باز نہ آتا۔ حامد کی طرح دوسرے بچے بھی آصف کو چھیڑنے لگے تھے۔ اسی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے آصف سب بچوں سے الگ تھلگ رہنے لگا۔ ماسٹر صاحب نے سوچا، ”آخر کیا کیا جائے کہ آصف بھی دوسرے بچوں کے ساتھ ہل مل کر کھینے کو دنے لگے اور اس کے ساتھی اُسے چھیڑنے سے بازا آجائیں۔“ بیٹھے بیٹھے انھیں ایک ترکیب سوچھی۔ انہوں نے بچوں کو آواز دی۔

”بچو! تم لوگ کرکٹ، فٹ بال، کبڈی وغیرہ تو کھیل چکے۔ آؤ آج ایک نیا کھیل کھیلیں۔“

نئے کھیل کے نام پر سب بچے شور مچاتے ہوئے ماسٹر صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا، ”دیکھو! وہ سامنے ٹیکری دیکھ رہے ہو؟“

بچوں نے کہا، ”ہاں... دیکھ رہے ہیں۔“

MASSTER CHAHP BOLE, ”AS ٹیکری کے اوپر ایک بڑا سا پیپل کا درخت بھی نظر آ رہا ہے؟“

بچے ایک ساتھ بولے، ”جی ہاں..... نظر آ رہا ہے۔“



”تو سنو! جو بچہ سب سے پہلے ٹیکری پر چڑھ کر اس پیپل کے نیچے سے ایک پتہ اٹھا کر لائے گا وہ ہماری جماعت کا ’تیز گام‘ لڑکا کہلانے گا۔“

ایک بچے نے پوچھا، ”تیز گام یعنی کیا؟“

ماستر صاحب بولے، ”تیز گام یعنی تیز چلنے یا تیز دوڑنے والا۔“

یہ سنتے ہی سب بچے جوش میں آگئے اور فوراً مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔

ماستر صاحب نے سب بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور کہا، ”میں جوں ہی سیٹی بجاوں، تم لوگ دوڑنا شروع کر دینا۔“

بچوں نے جلدی جلدی گردن ہلائی۔ ماستر صاحب نے دیکھا آصف بھی سب بچوں کے ساتھ قطار میں دوڑنے کے لیے تیار کھڑا ہے اور بہت خوش ہے۔

ماستر صاحب نے سب پر ایک نظر ڈالی اور سیٹی بجادی، ”پھر ررر۔“

سیٹی کی آواز کے ساتھ بچے ٹیکری کی طرف دوڑ پڑے۔ سب تیزی سے ٹیکری پر چڑھ رہے تھے۔ جو بچے بھاری بدن والے تھے ان کی تو سانس پھوٹنے لگی تھی لیکن دُبلے پتلے بچ تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ ان میں آصف سب سے آگے تھا۔ حامد تو آدمی ٹیکری چڑھ کر ہی ہانپنے لگ گیا۔



ماستر صاحب دلچسپی سے سب کو دیکھ رہے تھے۔ آخر وہی ہوا جو انہوں نے سوچا تھا۔ آصف سب سے پہلے ٹیکری پر پہنچ گیا۔ اُس کے ساتھ دو تین بچے اور بھی تھے مگر آصف اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے ہرن کی طرح چھلانگ میں لگا تا

ہوا پیپل کا ایک پتہ لے کر سب سے پہلے لوٹ آیا۔

باقی بچے بھی ہانپتے کا نپتے واپس آئے۔ سب سے آخر میں حامد آیا۔

آصف مقابلہ جیت چکا تھا۔ ماسٹر صاحب نے اس کا ہاتھ اوپر اٹھا کر اعلان کیا، ”آج سے آصف کو ہم ’تیز گام‘ کہیں گے۔“

تمام بچوں نے ”آصف- زندہ باد... تیز گام- زندہ باد!“ کے نعرے لگائے۔ آصف کا چہرہ کھل اُٹھا۔

اُس دن کے بعد سے بچوں نے آصف کا مذاق اڑانا چھوڑ دیا۔ جلد ہی حامد بھی آصف کا دوست بن گیا۔

(سلام بن رُزاق)



ڈریاڈالنا - پھرنا

جھرنا - حشمت

- بازاً نا مراد چھیڑنے سے رُک جانا

سنس پھولنا - تھک جانا

مشق

اک جملے میں جوں لکھئے:

- ۱۔ بچوں نے کہاں ڈیرا ڈالا؟

۲۔ ندی کے دونوں کناروں پر کیا تھا؟

۳۔ بچوں نے کہاں بیٹھ کر کھانا کھایا؟

۴۔ بچے کون کون سے کھیل کھیلنے لگے؟

۵۔ بچے آصف کا مذاق کیوں اڑاتے تھے؟

۶۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے کیا وعدہ کیا تھا؟

۷۔ آصف کو تیز گام کیوں کیا گیا؟

مختصر جواب لکھئے:

- ۱۔ ندی کے کنارے پہنچ کر بچوں نے کیا کیا؟

۲۔ آصف الگ تھلک کیوں رہتا تھا؟

۳۔ ماسٹر صاحب نے مقابلہ کیوں کروایا؟

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط:

- ۱۔ چہارم جماعت کے بچے سیر کے لیے آئے تھے۔
- ۲۔ بچے اپنے اپنے بستے بھی ساتھ لائے تھے۔
- ۳۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے آصف کی شکایت کی۔
- ۴۔ ”دیکھو، وہ سامنے دریا دیکھ رہے ہو۔“
- ۵۔ سب بچے جوش میں آگئے اور فوراً اٹلنے کے لیے تیار ہو گئے۔
- ۶۔ سب سے آخر میں حامد آیا۔

جملوں میں استعمال کیجیے۔

باز آنا، سانس پھولنا، ڈریا ڈالنا

سرگرمی:

آپ نے جس مقابلے میں حصہ لیا ہے اس کے بارے میں پانچ چھے جملے لکھیے۔



ہمزہ کا استعمال:

اُردو حروفِ تہجی میں ہمزہ (ء) بہت سے لفظوں میں الف (ا) کی مخصوص آواز کو ظاہر کرنے والی علامت ہے مثلاً گئے، ہوئے، نئے، سوائے وغیرہ لفظوں میں۔

جیسے کو ”جئے“ یا ”جیئے“ اور لکھیے کو ”لکھئے“ یا ”لکھیئے“، لکھنا مناسب نہیں۔ ایسے لفظوں میں ہمزہ کی بجائے ”یے“ کا استعمال کرنا چاہیے۔ البتہ لایئے، کھائیئے، دکھائیئے وغیرہ لفظوں میں ہمزہ اور یے دونوں لکھے جاتے ہیں۔

”ق“، ”ط“، ”ل“، جیسے لفظوں پر ہمزہ نہیں لگانا چاہیے۔

ایسے پانچ الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن پر ہمزہ لگا ہوا ہو۔



دل سے پیارا وطن



3GYHYD

یہ ہندوستان ہے ہمارا وطن
 محبت کی آنکھوں کا تارا وطن
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 وہ ہریالے کھیتوں کی تیاریاں
 وہ پھل پھول پودے وہ پھلواریاں
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا
 وہ پتوں کا پھولوں کا منہ چومنا
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
 وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 وہ باغوں میں کویل ، وہ جنگل میں مور
 وہ گنگا کی لہریں ، وہ جمنا کا زور
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 اسی سے تو ہے زندگی کی بہار
 وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار
 ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
 (برج نرائیں چکبست)



- آنکھوں کا تارا - بہت پیارا
 ہریاں - ہرے بھرے
 زندگی کی بہار - زندگی کی خوشیاں

مشق

﴿ ایک جملے میں جواب لکھیے : ﴾

- ۱۔ شاعرا پنے وطن کو کیا کہہ کر پکار رہا ہے؟
- ۲۔ ہمارے وطن کے کھیت کیسے ہیں؟
- ۳۔ ہمارے وطن میں برسات میں کیا ہوتا ہے؟
- ۴۔ اس نظم میں کون سی دو ندیوں کے نام آئے ہیں؟
- ۵۔ زندگی کی بہار کس سے ہے؟

ستون 'الف' اور ستون 'ب' کی جوڑیاں لگائیے :

ب	الف
پھوار	منہ
چومنا	ساون
گھٹا	برسات
درخت	ہریاں
کھیت	جھوٹتے

سرگرمی :

وطن سے محبت پر کوئی نظم تلاش کیجیے اور اپنے دوست کو سنائیے۔





صبر کا پھل

۲۰



نافی امّاں عشاء کی نماز پڑھ کر جوں ہی اپنی چارپائی پر آ کر بیٹھیں بچوں نے انھیں گھیر لیا۔ سب ایک ساتھ چلّنے لگے، ”نافی امّاں کہانی، نافی امّاں کہانی۔“

”سناتی ہوں، سناتی ہوں۔ ذرا دم تو لوں..... اور تم لوگ اس طرح شور مچاؤ گے تو کیسے سناوں گی؟“

”اچھا....اچھا....چڑی مڑی چپ۔“ اسماء نے منہ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ سب بچے خاموش ہو گئے۔

نانی اماں نے کھنکار کر گلا صاف کیا اور پوچھا، ” بتاؤ؟ کون سی کہانی سنو گے؟“

”پریوں کی کہانی۔“ عارف بولا۔

”نهیں چادو گر کی۔“ رشیدہ بولی۔

”نهیں جنگلی جانوروں کی۔“ اسماعیل نے زور دے کر کہا۔

نامی امماں بولیں، ”بچو! یہ کہانیاں تو تم ہمیشہ سنتے رہتے ہو۔ آج میں تمھیں ایک ایسے پیغمبر کی سچی کہانی سناتی ہوں جو بہت صبر والے تھے۔“

تمام بچے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے اور نانی امماں نے کہانی سنانا شروع کیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے ایک پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ آپ بہت مال دار اور خوش حال تھے۔ آپ کی کئی اولادیں تھیں۔ دنیا کی ساری نعمتیں آپ کو حاصل تھیں مگر آپ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ آپ خوب دل لگا کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی یہ تھی کہ آپ اچھے دنوں میں خدا کا شکر ادا کرتے اور مشکل وقت میں صبر سے کام لیتے۔ کبھی کسی بات کی شکایت نہ کرتے۔

بچو! اللہ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ حضرت ایوبؑ بھی اللہ کے نیک بندے تھے۔ ایک مرتبہ اللہ نے آپ کو بڑے سخت امتحان میں ڈال دیا۔ اچانک مصیبت کی ایسی آندھی چلی کہ آپ کے ہرے بھرے کھیت اُجڑ گئے۔ کھلیان اناج سے خالی ہو گئے۔ سارے مویشی مر گئے۔ بچے بیمار پڑ گئے۔ بیمار بھی ایسے کہ ایک ایک کر کے سب گزر گئے۔ مال و دولت ختم ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد آپ بھی سخت بیمار ہو گئے۔ آپ کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے۔

حضرت ایوبؑ کی یہ حالت دیکھ کر دنیا والوں نے آپ سے منہ موڑ لیا۔ رشتہ داروں نے بھی ناتا توڑ لیا۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھا تو وہ آپ کی نیک اور پاکباز بیوی تھیں۔ وہ رات دن آپ کی خدمت اور دیکھ بھال میں لگی رہتیں، ڈھارس بندھاتیں۔ محنت مزدوری کر کے اپنے دکھیارے شوہر کے لیے کھانے پینے کا بندوست کرتیں۔

حضرت ایوبؑ نے مصیبت اور پریشانی کے ان حالات میں بھی خدا کی عبادت ترک نہ کی۔ ہر وقت آپ کی زبان پر خدا کا ذکر ہوتا۔ آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ ہر تکلیف کے بعد راحت ملتی ہے۔ خدا مجھے صبر کا پھل ضرور دے گا۔ آخر خدا کو حضرت ایوبؑ کے حال پر رحم آہی گیا۔ آپ کی آزمائش کے دن ختم ہو گئے۔

ایک دن خدا کے حکم سے زمین سے پانی کا چشمہ اُبلنے لگا۔ خدا نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس چشمے کا پانی پیو اور اس سے غسل کرو۔ آپ روزانہ یہ پانی پیتے اور غسل فرماتے۔ خدا کی قدرت سے رفتہ رفتہ آپ کا مرض دور ہوتا گیا۔ ایک دن آپ پوری طرح صحت یاب ہو گئے۔ آپ کے کھیت بھی ہرے بھرے ہو گئے۔ باغوں میں بہار آگئی۔ دولت واپس مل گئی۔ غم کے بادل چھٹ گئے۔ زندگی میں خوشیاں لوٹ آئیں۔ حضرت ایوبؑ امتحان میں پورے اُترے تھے۔

کہانی ختم ہونے کے بعد نانی امماں نے پوچھا، ”بچو! بناؤ، تم نے اس کہانی سے کیا سیکھا؟“
اسماء جو عمر میں سب سے بڑی اور سیانی تھی، بولی، ”نانی امماں! ہم نے سیکھا کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔“

نافی امماں نے خوش ہو کر کہا، ”شہابش!..... جاؤ اب سب اپنے اپنے بستر پر جا کر سو جاؤ۔ صحیح اسکول جانا ہے۔“
بچوں نے نافی امماں کو سلام کیا اور سونے کے لیے چلے گئے۔
(شبہم قادری)

رُکنا، ہٹھہ رہنا	-	ڈم لینا
بے پروا	-	غافل
آزمانا	-	امتحان لینا
بیماری ہو جانا	-	مرض لاحق ہونا
توجہ نہ دینا، بے مرد	-	منہ موڑنا
رشتہ ختم کرنا، تعلق نہ	-	ناتاتا توڑنا
تسلی دینا	-	ڈھارس بندھانا
چھوڑنا	-	ترک کرنا
غم دور ہونا	-	غم کے بادل چھٹنا
سمجھدار، ہوشیار	-	سیانی

مشش

ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ عارف کون سی کہانی سننا چاہتا تھا؟

۲۔ رشیدہ نے کون سی کہانی سنانے کی فرمائش کی؟

۳۔ نانی اتماں نے کس کی کہانی سنائی؟

۴۔ حضرت ایوبؑ کو کس بات کا یقین تھا؟

۵۔ حضرت ایوبؑ کی کہانی سے بچوں نے کیا سبق سیکھا؟

مختصر جواب لکھیے:

- ۱۔ بیماری سے پہلے حضرت ایوبؑ کو کون سی نعمتیں حاصل تھیں؟

۲۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی کیا تھی؟

۳۔ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے کس طرح آپؑ کی خدمت کی؟

✿ چار پانچ جملوں میں جواب لکھیے :

- ۱۔ حضرت ایوب پر کون سی مصیبتوں آئیں؟
- ۲۔ حضرت ایوب کا مرض کس طرح دور ہوا؟

✿ ذیل کے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے :

منہ موڑنا ترک کرنا ڈھارس بندھانا

امتحان میں ڈالنا ڈم لینا

سرگرمی :

اپنے استاد کی مدد سے معلوم کیجیے کہ عید الاضحی کیوں مناتے ہیں؟



دوچشمی ہے :

اُردو میں ب پ ت ٹ وغیرہ حروف کے ساتھ دوچشمی ہے، ملا کر ہندی کی آوازیں ”بھ پھ تھ ٹھ“ بنائی جاتی ہیں۔ ہ، اُردو میں کوئی الگ حرف نہیں ہے اس لیے ہندی، ہما، ہوا لکھنے کی بجائے ہندی، ہما، ہوا لکھنا چاہیے۔ بہت سے لفظ جن میں ہ، ہوتا ہے ان میں ہ، کی بجائے دوچشمی ہ لکھنے سے معنی بدل سکتے ہیں۔ مثلاً پہن-پھن، گھر-گھر، دہن-ڈھن وغیرہ۔

اس سبق سے ایسے الفاظ ملاش کر کے لکھیے جن میں دوچشمی ہ کا استعمال ہوا ہے۔



خط

۲۱

۳۵۲، اسلام پورہ، انصار روڈ،
مالیگاویں - ۳۴۴۳۰۳، ضلع ناٹک
تاریخ: ۱۰ جنوری ۲۰۱۲ء

پاری نجمہ!

السلامُ عَلَيْكُمْ

تمھارا خط مل گیا تھا۔ جواب دینے میں دیراں لیے ہوئی کہ اُن دنوں ہمارے امتحانات چل رہے تھے۔ اتفاق دیکھو، جوں ہی امتحانات ختم ہوئے ہمارے شہر میں کل ہند کتاب میلہ شروع ہو گیا۔ اس میلے میں ملک بھر سے کتب فروش آئے تھے۔ یہاں مذہبی، علمی اور ادبی ہر قسم کی کتابیں دستیاب تھیں۔ کتابوں کے شوqین بڑے بوڑھے اور بچ سب اپنی اپنی پسند کی کتابیں خریدنے کے لیے ہجوم کر رہے تھے۔ شہر ہی نہیں بلکہ شہر کے اطراف سے بھی لوگ جوں در جوں آرہے تھے اور کتابیں خرید رہے تھے۔ ایک طرف چائے ناشتے کی دکانیں بھی لگی تھیں۔ کتابیں خریدنے کے بعد لوگ چائے ناشتے کا بھی مزہ لے رہے تھے۔ اس کتاب میلے میں شہر کے اسکولوں کے بچوں نے طرح طرح کے شفاقتی



پروگرام پیش کیے۔ ایک طرف نظم خوانی کا مقابلہ ہو رہا تھا تو دوسری طرف بچے ڈراما پیش کر رہے تھے۔ پہلے دن شہر میں اسکول کے بچوں کا جلوس نکالا گیا۔ اس جلوس میں اردو زبان کے بڑے شاعر اور ادیب بھی شامل تھے۔ بس سمجھ لو پورے شہر میں جشن کا ساما حول تھا۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ اس میلے میں عورتوں اور بچوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کتابوں کی ہر دکان پر بچوں کی کتابوں کا اچھا خاصاً ذخیرہ تھا۔ بچوں نے کہانیوں اور نظموں کی کتابیں خوب خریدیں۔

میلے کی تفصیلات تو بہت ہیں جن کی خبریں اور تصوپریں ملک بھر کے اخباروں میں شائع ہوئیں۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لو کہ شہر مالیگاؤں کا یہ کتاب میلے ایک مثالی میلہ تھا جس کی پورے ملک میں تعریف کی گئی۔



ایک اندازے کے مطابق اس میلے میں پچھلے تمام میلیوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ کتابیں فروخت ہوئیں۔ میں نے بھی کہانیوں کی چند کتابیں خریدیں۔ تعلیمی سی ڈی بھی خریدیں جن سے مختلف مضامین کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تمحیص کتابوں کے علاوہ پکوان کا بھی

شوq ہے نا..... میں نے تمہارے لیے بھی پکوان کی ایک کتاب خریدی ہے۔ گرمی کی چھٹیوں میں جب تم یہاں آؤ گی تو ہم دونوں مل کر خوب کتابیں پڑھیں گے۔ پکوان کی کتاب سے دیکھ دیکھ کر ہم اچھے اچھے پکوان بھی پکائیں گے۔ بڑا مزہ آئے گا۔ فی الحال اتنا ہی۔

ماموں جان اور ممانی جان کو سلام۔ تمحیص ڈھیر سارا پیار۔

تمہاری پیاری بہن اور سہیلی

نیلوفر

(ادارہ)



مصروف ہونا	-	کام میں لگنا
کتب فروش	-	کتابیں بیچنے والا
دستیاب ہونا	-	موجود ہونا، ملنا، پایا جانا
ثقافتی پروگرام	-	تہذیبی پروگرام
جشن	-	خوشی، خوشی کا دن، خوشی کا جلسہ
ذخیرہ	-	ڈھیر
تفصیلات	-	تفصیل کی جمع، کسی بات کو کھول کر
مثالی	-	نمونہ کا، جس کی مثال دی جائے

مش

اپک جملے میں جواب لکھیے:

- یہ خط کس نے کس کو لکھا؟۔

کتاب میلے کس شہر میں لگا تھا؟۔

کن کن لوگوں نے کتابیں خریدیں؟۔

جلوس میں کون کون شامل تھے؟۔

میلے میں کس قسم کی کتابیں دستیاب تھیں؟۔

مختصر جواب لکھیے:

- ۱۔ نیلوفر کو جواب دینے میں دریکیوں ہوتی؟

۲۔ شہر کے بچوں نے کتاب میلے میں کس طرح حصہ لیا؟

۳۔ ماریگاؤں کتاب میلے کو مثالی میلہ کیوں کہا گیا ہے؟

سرگرمی:

آپ کسی کتاب میلے میں گئے ہوں گے۔ وہ جملوں میں اُس کی تفصیل لکھیے۔
اپنے اسکول یا شہر کی لا بھری ی میں جا کر دس کتابوں کے نام لکھ کر لایے۔



ٹھنی پہ کسی شجر کی تہا
بلبل تھا کوئی اُداں بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اُڑنے چکنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندریا
سن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
”حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کپڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندری
میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چپکا کے مجھے دیا بنایا“
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے
(علامہ اقبال)



شجر

تہا

آہوزاری

- درخت

- اکیلا

- رونادھونا

رات سر پر آنا - رات کا وقت قریب آنا

آشیاں - گھر، گھونسلا

مشن

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ درخت کی ٹہنی پر کون بیٹھا تھا؟

۲۔ بلبل کیوں اُداس تھا؟

۳۔ بلبل نے دن کیسے گزارا تھا؟

۴۔ بلبل کو کس بات کی فکر تھی؟

۵۔ بلبل کی بات کا جواب کس نے دیا؟

۶۔ جگنو بلبل کی مدد کیسے کرنا چاہتا تھا؟

۷۔ اللہ نے جگنو کو کون سی نعمت دی ہے؟

۸۔ دنیا میں کون سے لوگ اچھے ہیں؟

شعر مکمل کیجیے :

۱۔ پہنچوں کس طرح آشیاں تک

۲۔ کیا غم ہے جو رات ہے اندر ہیری

۳۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے

سرگرمی :

♦ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

♦ اس نظم کے واقعہ کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔



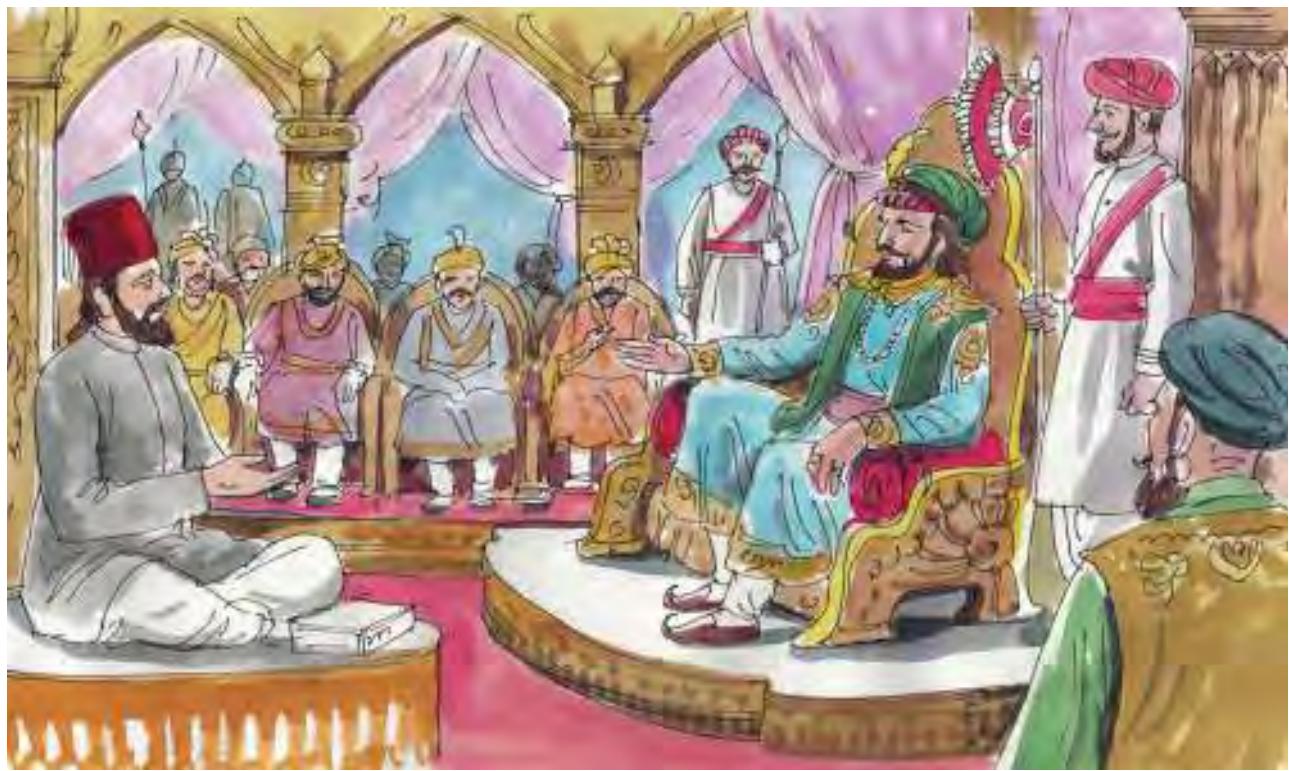


سچائی کا انعام

۲۳

ایک بادشاہ تھا۔ اُسے شعروشاعری سے بڑی لمحپسی تھی۔ ایک دن اُس نے کچھ شاعروں کو بلایا اور انھیں اپنے درباریوں میں شامل کر لیا۔ ان کی تھواہیں بھی مقرر کر دیں۔ کچھ ہی دنوں میں بادشاہ نے دیکھا کہ سبھی شاعر آپس میں اڑتے ہیں، ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جب دربار میں آتے ہیں تو خوشنامی بن جاتے ہیں اور انعام پانے کے لیے بادشاہ کی تعریف کرتے ہیں۔

ان شاعروں میں ایک شاعر ایسا بھی تھا جو بادشاہ کے بلائے بغیر دربار میں نہیں جاتا تھا۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشنام کرتا اور نہ اُس کی تعریف میں شعر پڑھتا۔ اس کا نام فیروز تھا۔ ایک دن بادشاہ نے دربار میں اعلان کیا کہ جو میری پچھے تعریف کرے گا، اُسے ایک ہیرا انعام میں دیا جائے گا۔ یہ سن کر سب شاعروں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ خوب اچھے اچھے شعر کہے۔ ہر ایک یہ سوچ کر خوش تھا کہ ہیرا مجھے ہی انعام میں ملے گا۔



ایک خاص دن بادشاہ نے سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور کہا، ”میری تعریف میں جس نے جو کچھ لکھا ہے، سنائے۔“ ایک شاعر اٹھا اور آگے بڑھ کر اُس نے اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بڑی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا انعام میں دیا۔ ہیرا پا کر اسے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے

اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے بھی ایک ہیرا انعام میں دیا۔ وہ بھی خوش ہو کر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اس طرح سارے شاعروں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں اور انعام میں ہیرا پا کر باغ باغ ہو گئے۔ فیروز اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اُس نے کچھ نہیں سنایا۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا، ”تم نے کیا لکھا ہے؟ سناؤ۔“ فیروز نے کہا، ”اگر بادشاہ سلامت میری جان بخش دیں تو سناؤ۔“ بادشاہ نے فوراً کہا، ”جاوہ، تمہاری جان بخش دی، اب سناؤ۔“ فیروز نے کہا، ”اے بادشاہ! آپ عالم اور عقل مند ہیں، شاعروں کی عزت کرتے ہیں لیکن گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔“ اس طرح اُس نے اپنی نظم میں بادشاہ کی بہت سی کمزوریاں گناہیں۔ درباریوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ بس اب فیروز کی خیر نہیں، یہ ضرور مارا جائے گا۔ مگر درباریوں کو اُس وقت اور حیرت ہوئی جب نظم سننے کے بعد بادشاہ نے فیروز کو بھی ایک ہیرا انعام میں دیا۔



دربار ختم
ہوتے ہی سمجھی شاعر
ہیرے کی قیمت
معلوم کرنے کے
لیے خوشی خوشی جو ہری
کے پاس گئے۔ وہ
فیروز کو بھی اپنے
ساتھ لے گئے۔
جو ہری نے ہیروں کو
دیکھ کر بتایا کہ سب

کے ہیرے نقلی ہیں، صرف فیروز کا ہیرا اصلی ہے۔ دوسرا دن بادشاہ نے پھر سمجھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور پوچھا، ”انعام پا کر کون خوش ہے اور کون رنجیدہ؟“ شاعروں نے شکایت کی کہ فیروز کے ہیرے کے سوا سارے ہیرے نقلی ہیں۔ بادشاہ نے مسکرا کر جواب دیا، ”اس میں تجھ کی کیا بات ہے۔ جس نے جھوٹی تعریف کی، اُسے جھوٹا ہیرا ملا اور جس نے سچی بات کہی اُسے سچا ہیرا ملا۔“ بادشاہ کا جواب سن کر سارے شاعروں شرمندہ ہو گئے۔

(ماخوذ)



مقرر کرنا - طکرنا



حدہ جملے

خوشنامدی	- چالپوس، ایسا شخص جو کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی جھوٹی تعریف یا بڑائی بیان کرے
باغ باغ ہونا	- بہت خوش ہونا
عامِ لم	- جانے والا، بہت پڑھا لکھا
اصطبعل	- گھوڑوں کے باندھنے اور رہنے کی جگہ
جوہری	- جواہرات کی پرکھ اور کار و بار کرنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ بادشاہ کو کس چیز سے دلچسپی تھی؟
- ۲۔ شاعر بادشاہ کی تعریف کس لیے کرتے تھے؟
- ۳۔ بادشاہ نے دربار میں کیا اعلان کیا؟
- ۴۔ بادشاہ فیروز سے کیوں ناراض ہوا؟
- ۵۔ بادشاہ نے فیروز کو سچا ہیرا کیوں دیا؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

(تعریف، درباریوں، شاعروں، تجب، مسکرا، جوہری، ہیرے)

- ۱۔ ایک دن بادشاہ نے کچھ شاعروں کو بلایا اور انھیں اپنے میں شامل کر لیا۔
- ۲۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشنامد کرتا اور نہ اس کی میں شعر پڑھتا۔
- ۳۔ یہ سن کر سب نے تیاریاں شروع کر دیں۔
- ۴۔ سبھی شاعر کی قیمت معلوم کرنے کے لیے خوشی خوشی کے پاس گئے۔
- ۵۔ بادشاہ نے کر جواب دیا، ”اس میں کی کیا بات ہے؟“

اُستاد کی مدد سے ان لفظوں کے واحد لکھیے :

اشعار شعراء علماء انعامات جوابات

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

- ۱۔ بادشاہ کے دربار میں سب شاعر محبت سے رہتے تھے۔
- ۲۔ فیروز بھی بادشاہ کی خوشنامد کرتا تھا۔

- ۳۔ بادشاہ نے خوش ہو کر سمجھی کو ایک ایک ہیرا دیا۔
۴۔ ہیرا لے کر سمجھی اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

ذیل کے لفظوں کی صدکی ہے:

شروع نیچا بعد سچا جواب عالم عقلمند ناراض

ان جملوں کو درست کر کے لکھیے:

- ۱۔ بادشاہ کو شعرو شاعری سے بڑی لپیٹھیں۔
۲۔ اس کی نام فیروز تھا۔
۳۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا انعام دیے۔
۴۔ یہ سن کے سب شاعروں نے تیاریاں شروع کر دیا۔
۵۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے اپنی نظم سنایا۔

غور کیجیے: فیروز نے بادشاہ سے کہا کہ وہ گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔ اس بات سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔



جمع تعظیمی:

والدین، اساتذہ اور دوسرے بزرگوں سے خطاب کرتے وقت ان کے ادب کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے والد صاحب سے یہ پوچھنے کی بجائے
”تم کہاں جا رہے ہو؟“
یہ پوچھا جاتا ہے کہ ”آپ کہاں جا رہے ہیں؟“
اسی طرح

’دادا جان حج کے لیے جا رہے ہیں،‘
’دادی امام مسکرا کر بولیں،‘

اوپر کے جملوں میں ’آپ‘ / ’جارہے ہیں/ بولپن‘، **جمع تعظیمی** کی مثالیں ہیں۔

کہانی ’کتنے پیالے پانی‘ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

- ۱۔ دادا جان مٹھائی لے کر
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب آفس میں
۳۔ آپ ہی اس سوال کا جواب





بے چارہ جن

۲۳

کسی گاؤں میں ایک کسان اور اس کی بیوی اپنی گلیا میں رہتے تھے۔ گلیا کے قریب ہی ان کا کھیت تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ دونوں مل جل کر ہل جوتے، نج بوتے اور فصل اُگاتے تھے۔

ایک دن کسان کھیت کے ایک کونے میں پودا لگانے کے لیے گڑھا کھود رہا تھا کہ اچانک ٹھن کی آواز آئی۔ اُس کی کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی تھی۔ اُس کی بیوی نے جلدی کھدی ہوئی مٹی کو نکالنا شروع کیا۔ مٹی ہٹانے کے بعد انھیں وہاں کوئی چیز چمکتی دکھائی دی۔ کسان نے دو چار ک DALیں چلا کر مٹی کو اور ڈھیلہ کیا۔ اب جو مٹی ہٹائی گئی تو انھیں وہاں پیتل کا ایک گھڑا دکھائی دیا۔ گھڑے کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ کسی خیال سے کسان کی آنکھیں چمک ٹھیں۔ اس نے بیوی سے کہا، ”کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟“

”خزانہ؟ کیسا خزانہ؟“
بیوی جیرا تھی۔

کسان نے بڑی احتیاط سے گھڑے کو باہر نکالا اور اُس کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا۔ گھڑے کا منہ کھلتے ہی سوئیں سوئیں کی تیز آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی اس میں سے گاڑھا گاڑھا دھواں نکل کر اوپر اٹھنے لگا۔ پھر اس دھوئیں میں ایک شکل دکھائی دی۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو ان کے سامنے ایک لمبا تڑپنگا جن سینے پر



ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ ڈر کے مارے دونوں کا براحال ہو گیا۔

”ڈر نہیں آقا! میں ایک جن ہوں۔“ یہ سن کر دونوں تھر تھر کاپنے لگے۔

”آقا! میں اس گھڑے میں قید تھا۔“ جن بولا، ”تم نے مجھے آزاد کیا اس لیے اب میں تمھارا غلام ہوں۔ جو مانگنا

چاہو، مانگو۔“

اب کسان کی ہمت بندھی۔ کچھ بولنے کے لیے اُس نے منہ کھولا ہی تھا کہ جن بول پڑا، ”ہاں، مگر ایک شرط ہے۔ تم لگاتار مجھ سے کام لیتے رہو گے۔ اگر تم نے حکم دینے میں دریکی تو میں اپنا دیا ہوا سب کچھ واپس لے لوں گا۔“ کسان کی بیوی نے فوراً کہا، ”جن بھائی! ہم زندگی بھرا سٹوئی پھوٹی کھیا میں رہتے آئے ہیں۔ اب ہمیں ایک اجھا سامکان بنادو۔“

جن نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہا، ”ابھی لبھی، یہ کون سا مشکل ہے۔“
دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی کٹیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔
”دوسرا حکم آقا!“

بیوی بولی، ”ارے اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟“
 ”اوہ!“ جن نے ہوا میں ہاتھ لہرایا اور نظروں سے اوسمحل ہو گیا۔ لمبے بھر بعد وہ پھر حاضر ہوا۔ اب اُس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے صندوق تھے۔

”شکرہ جن بھائی۔ بہت بہت شکریہ۔“ کسان کی بیوی بولی۔
وہ بولا، ”یہ لبھیے آقا! ان صندوقوں میں اچھے اچھے کپڑے ہیں۔“

جن بولا، ”نهیں.... شکر پے سے کام نہیں چلے گا۔ دوسرے کام کا حکم دیجئے۔“

کسان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کام دیا جائے۔ وہ بولا ”اچھا بھیا، میرا کھیت جوت دو اور فصل اگا وے۔“

کسان نے سوچا کہ اس کام میں تو اُسے کافی وقت لگے گا تب تک وہ کوئی دوسرا کام سوچ لے گا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ جن نے پلک جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے کھیت میں فصل اہلہ نے لگی۔ جن سینے پر ہاتھ باندھے سر کو جھکائے اُس سے کہہ رہا تھا، ”اور کوئی حکم آقا!“

اب تو کسان پر بیشان ہو گیا۔ اُس نے دل میں سوچا، ”یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟“

کسان کی بیوی بڑی چالاک تھی۔ اُس نے کہا، ”ہاں ایک چھوٹا سا کام اور ہے۔ تم کر دو تو بڑی مہربانی ہو گی۔“
”جو حکم!“ جن نے کہا۔

دیکھو! اس درخت کے نیچے ہمارا کتنا سورا ہے۔ اُس کی دُم بالکل طیڑھی ہے۔ تم اُس کی دُم سیدھی کر دو۔“



یہ سن کر جن خوب ہنسا، ”ارے یہ بھی کوئی کام ہے! لاوا بھی سیدھی کیے دیتا ہوں۔“ اُس نے لمحہ بھر میں کتے کی دُم سیدھی کر دی اور کہا، ”اگلا حکم!“

اس کے کہنے تک کتے کی دُم پھر ٹیڑھی ہو چکی تھی۔

بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا،

”ارے! ابھی کہاں سیدھی ہوئی ہے۔“

جن نے پھر دُم سیدھی کی۔ دُم پھر ٹیڑھی ہو گئی۔

جن بار بار کہتا رہا، ”حکم... اگلا حکم۔“

اور کسان کی بیوی کہتی رہی، ”بھیا! ابھی دُم کہاں سیدھی ہوئی ہے۔“

آخر جن پر پیشان ہو گیا۔ وہ تو اپنی ہی بات میں پھنس چکا تھا۔ اُسے کوئی نہ کوئی کام تو کرنا تھا۔ وہ دُم سیدھی کرتا رہا اور دُم ٹیڑھی ہوتی رہی۔

آج بھی وہ جن اپنے کام میں لگا ہے مگر دُم ہے کہ سیدھی نہیں ہوتی۔

(مشتاق رضا)



کٹیا - جھونپڑی

آنکھیں چمک اٹھنا - اچانک کسی اچھے خیال کا آنا

قہقهہ لگانا - زور سے ہنسنا

پھٹے حال - بری حالت میں

اوجھل ہونا - غائب ہونا

پلک جھکتے میں - فوراً

ایک جملے میں جواب لکھیے :

- ۱۔ کھیت کے کونے میں کسان کیا کر رہا تھا؟
- ۲۔ مٹی میں انھیں کیا نظر آیا؟
- ۳۔ گھرے سے نکلنے والے دھوئیں میں کیا دکھائی دیا؟
- ۴۔ کسان اور اس کی بیوی کیوں ہر ہر کاپنے لگے؟
- ۵۔ جن کس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا تھا؟
- ۶۔ کسان کے رہنے کے لیے جن نے کیا بنادیا؟
- ۷۔ صندوقوں میں کیا تھا؟
- ۸۔ کتنے کی دُم کیسی تھی؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

- ۱۔ اس کی کسی سخت چیز سے ٹکرائی تھی۔ (گدال، ٹکھڑی)
- ۲۔ ان میں اچھے اچھے کپڑے ہیں۔ (بکسون، صندوقوں)
- ۳۔ جن نے جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ (آنکھ، پلک)
- ۴۔ تم اس کی دُم کردو۔ (ٹیڑھی، سیدھی)

ذیل کے جملے کس نے کہے :

- ۱۔ ”کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟“
- ۲۔ ”آقا! میں اس گھرے میں قید تھا۔“
- ۳۔ ”ارے! اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟“
- ۴۔ ”میرا کھیت جوت دو اور فصل اُگاؤ۔“
- ۵۔ ”یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟“

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

- ۱۔ اس کا کھیت کٹیا سے دور تھا۔
- ۲۔ انھیں مٹی کا ایک گھر ادا کھائی دیا۔
- ۳۔ ان کے سامنے لمباڑنگا شخص کھڑا تھا۔



۴۔ کلیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔

۵۔ جن نے کتے کی دم سیدھی کر دی۔

اُن معنی والے الفاظ کی جوڑیاں بنائیے:

‘ب’	‘الف’
غائب	ہلکا
حیوان	آقا
بھاری	گرمی
نقسان	آزاد
غلام	انسان
سردی	حاضر
قید	فائدہ



علامات اوقاف :

(۱) **ختمہ:** جملہ پورا ہونے پر لگائی جانے والی نشانی کو **ختمہ** (۔) کہتے ہیں
مثلاً ڈر کے مارے دونوں کا براحال ہو گیا۔

(۲) **سکته:** جملے میں تھوڑا اٹھرنے کے لیے لگائی جانے والی نشانی کو **سکته** (،) کہتے ہیں
مثلاً اچھا بھیسا، میرا کھیت جوت دو۔

(۳) **سوالیہ نشان:** جس جملے میں کوئی سوال کیا جائے اس کے آخر میں **سوالیہ نشان** (?) لگایا جاتا ہے
مثلاً کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟

(۴) **فجایہ:** جس جملے میں کسی جذبے کا اظہار ہو یا کسی کو مخاطب کیا جائے، اس میں **فجایہ نشان** (!) لگایا جاتا ہے مثلاً
(الف) ارے، یہ بھی کوئی کام ہے! (ب) بھیا! ابھی دم کہاں سیدھی ہوئی ہے؟

(۵) **واوین:** کسی شخص کی کہی ہوئی بات کو اسی کے لفظوں میں لکھیں تو پوری بات کے شروع اور آخر میں لگائے جانے
والے نشان کو **واوین** ("....") کہتے ہیں، مثلاً ”ابھی لجیے، یہ کون سا مشکل ہے۔“



سچن تینڈولکر

۲۵



تاریخ پیدائش : ۲۳ اپریل ۱۹۷۳ء
پہلا نیست میچ : ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء بمقابلہ پاکستان
پہلا یک روزہ میچ : ۸ دسمبر ۱۹۸۹ء

ٹسٹ سپریاں : ۵۱

ٹسٹ رن
۱۵۹۲۱



یک روزہ سپریاں : ۳۹

یک روزہ سپریاں میں ہاف ۹۶

یک روزہ سپریاں میں رن : ۱۸۲۲۶

آخری ٹسٹ میچ : ۱۲ نومبر ۲۰۱۳ء
آخری یک روزہ بین الاقوامی میچ : ۱۸ مارچ ۲۰۱۲ء بمقابلہ پاکستان

سچن تینڈولکر کو بھارت رتن اعزاز سے نواز گیا۔
وہ بھارت رتن پانے والے سب سے کم عمر شخص ہیں۔



سچن تینڈولکر کے کارنا مے ایک نظر میں

- پہلا کرکٹ کھلاڑی جس نے یک روزہ بین الاقوامی میچ میں ڈبل سپری بنائی۔
- سب سے زیادہ ٹسٹ میچ اور یک روزہ بین الاقوامی میچ کھیلے۔
- بین الاقوامی کرکٹ میں سو سپریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پچاس سپریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پندرہ ہزار رن بنانے والا پہلا بلے باز۔
- علمی سطح پر کرکٹ میں سب سے زیادہ عالمی ریکارڈ بنانے والا۔

اعزازات

- ارجن ایوارڈ
- راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ
- پدم شری
- مہارا شری بھوشن
- پدم ویجوشن
- بھارت رتن

میرا پسندیدہ کرکٹ کھلاڑی



سچن کی الوداعی تقریر

سچن نے ان تمام لوگوں کا شکر یہ ادا کیا جنہوں نے زندگی میں ان کا ساتھ دیا۔ ان میں سچن کے والدین، خاندان کے افراد، رشتہ دار، دوست، ڈاکٹر، تربیت کار، میجرز، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے لوگ شامل ہیں۔

سچن!
ہمیں تم پر
ناز ہے

سچن کے والد پروفیسر رمیش تینڈولکر کا ۱۹۹۹ء میں انقال ہوا۔ اس وقت ولڈ کپ کے مقابلے جاری تھے۔ ایسے غم کے موقع پر سچن تھوڑی دیر کے لیے انگلستان سے بھارت آئے اور فوراً واپس چلے گئے۔ اس کے بعد کینیا گیندوں میں ۱۲۰ ارن بنانے کا روتھ رہے۔ (وہ ۱۰۱۵۰ نے اس سپحری کو اپنے والد کے نام منسوب کیا۔

سچن نے الوداعی تقریر میں اپنے استاد رما کانت آچریکر کے متعلق کہا۔

پچھلے ۲۹ رہرسوں میں میرے استاد نے کبھی مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ”تم نے اچھا کھیلا۔“ کیونکہ وہ یہ سوچتے تھے کہ ان کی اس بات سے میں مطمئن ہو جاؤں گا اور محنت نہیں کروں گا لیکن اب وہ میرے کھیلوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں، ”بہت خوب“ کیونکہ اب میں کوئی تیج نہیں کھیلوں گا۔ البتہ میں کرکٹ دیکھتا ہوں گا کیونکہ کرکٹ ہمیشہ میرے دل میں بسا ہے۔ آپ کا بے حد مشکور ہوں آپ میری زندگی کا اٹوٹ حصہ رہے ہیں۔



سرگرمی: یہاں سچن تینڈولکر کی زندگی اور کھیل سے متعلق معلومات دی گئی ہے۔ آپ بھی اسی طرح اپنی پسندیدہ شخصیت کے تعلق سے معلومات جمع کیجیے۔

بھارت رتن - قومی اعزاز



‘بھارت رتن’، ہندوستان کا سب سے بڑا قومی اعزاز ہے۔ یہ اعزاز قومی خدمات کے لیے دیا جاتا ہے۔ ان قومی خدمات میں فن، ادب، سائنس، سماجی خدمات، کھلیل وغیرہ شامل ہیں۔ بھارت کے پہلے صدر جمہور یہ ڈاکٹر راجندر پرساد نے ۱۹۵۲ء کو اس اعزاز کے حاری کے حانے کا اعلان کیا۔

ابتدائیں یہ سب سے بڑا قومی اعزاز انتقال کے بعد دینے کی

روایت نہیں تھی لیکن ۱۹۵۵ء میں اس اعزاز کو انتقال کے بعد بھی دیے جانے کی تجویز منظور کی گئی۔ یہ قومی اعزاز ایک سال میں زیادہ سے زیادہ تین افراد کو دیا جاتا ہے۔ پہلا بھارت رتن اعزاز ۱۹۵۳ء میں ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشن کو دیا گیا تھا۔

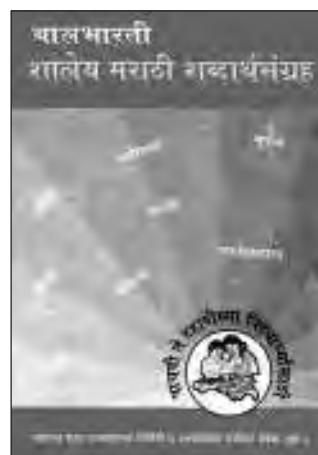
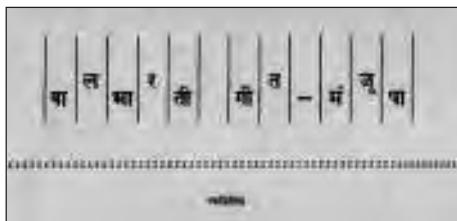
بھارت رتن اعزاز پانے والے چند معزز اشخاص

نمبر شمار	نام	سنه	شعبہ
۱۔	ڈاکٹر رادھا کرشن	۱۹۵۲ء	فلسفی
۲۔	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۹۶۳ء	مجاہد آزادی، دانشور
۳۔	خان عبدالغفار خان	۱۹۸۷ء	سیاست داں، مجاہد آزادی
۴۔	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۹۹۲ء	مجاہد آزادی، سیاست داں (انتقال کے بعد)
۵۔	ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام	۱۹۹۷ء	سامنہ داں
۶۔	لت منگیشکر	۲۰۰۱ء	گلوکارہ
۷۔	سچن تینیڈ و لکر	۲۰۱۳ء	کرکٹ ھلڑی



इयत्ता ९ ली ते ८ वी साठीची पाठ्यपुस्तक मंडळाची वैशिष्ट्यपूर्ण पुस्तके

- मुलांसाठीच्या संस्कार कथा
 - बालगीते
 - उपयुक्त असा मराठी भाषा शब्दार्थ संग्रह
 - सर्वांच्या संग्रही असावी अशी पुस्तके
 - स्फूर्तीगी
 - गीतमंजुषा
 - निवडक कवी, लेखक यांच्या कथांनी युक्त पुस्त



पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेतस्थळावर भेट द्या.



**साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये
विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.**



ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५१४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७९८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३१९५९९, औरंगाबाद - ☎ २३३२९७९, नागपूर - ☎ २५४७७९६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५



મહારાષ્ટ્ર રાજીય પાઠ્યીય પ્સ્ટક ન્રમતી વાબ્ધવાસ ક્રમ સન્શોદ્ધન મંડળ, પોંને
બાલભારતી ઇયત્તા ૪ થી (ઉર્દૂ માધ્યમ)

₹ 39.00

